ارباب اختیار کے نام کھلا خط
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
جلد: ۴۰
یکم تا ۸ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۲۰۲۱ء
شمارہ: ۳۸
نامناسب لباس پر پابندی کا صائب فیصلہ
قومی زبان عدالتِ عظمیٰ اور بیوروکریسی
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

حرام کمائی کے اثراتِ بد

س:......حرام کمائی کے انسان پر کیا اثرات پڑتے ہیں؟ کیا حرام کمائی کرنے والے کی عبادت نماز، روزہ وغیرہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے؟

ج:......کسب معاش کے بارے میں شریعت مطہرہ نے انسان کو بالکل آزاد نہیں چھوڑا کہ وہ جس انداز سے چاہے حرام حلال کی پرواہ کئے بغیر مال کمائے اور حرام ذرائع سے مال ودولت جمع کرے، بلکہ اسے حلال ذرائع معاش سے کسب کرنے کا حکم دیا اور کچھ قیود لگائیں کہ جس سے وہ دوسروں کے مال کو ناحق نہ کھائے اور نہ ہی دوسروں کے ساتھ زیادتی کرے۔ اسی طرح حرام ذرائع اختیار کرنے سے بھی روک دیا تاکہ معاشرہ بے راہ روی کا شکار نہ ہو۔ ناجائز معاشی ذرائع اختیار کرنے کے بارے میں علماء کرام اور مفتیان کرام کا فتویٰ کسے معلوم نہیں؟ جہاں تک حرام کمائی کے انسان پر اثر انداز ہونے کا تعلق ہے تو وہ بھی بالکل واضح ہے کہ حرام کمانے اور کھانے سے انسان کی ذہنیت مسخ ہوجاتی ہے اور نیکیوں کی توفیق سلب ہوجاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ”جس جسم کی پرورش حرام سے ہوئی ہو وہ دوزخ کی آگ کا زیادہ مستحق ہے۔“ حرام کھانا کمانا علیحدہ گناہ ہے اور نماز روزہ ودیگر عبادت چھوڑ دینا علیحدہ گناہ ہے۔ اس لئے حرام کمائی اور ناجائز معاش کو چھوڑ دینا ضروری ہے تاکہ حلال کے اثرات انسان کے جسم اور اس کی عبادت پر ظاہر ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوجائے۔

نافرمان اولاد کو عاق کرنا

س:......اگر اولاد نالائق اور نافرمان ہو تو کیا والدین انہیں عاق کرسکتے ہیں یا زندگی میں انہیں اپنی جائیداد سے محروم کرسکتے ہیں؟

ج:......جو اولاد اپنے والدین کی نافرمان اور گستاخ ہو اس کی سزا اللہ تعالیٰ اسے نقد دنیا میں بھی دے دے گا اور آخرت کا عذاب بھی ہوگا۔ اس کے باوجود والدین کے لئے اپنی اولاد کو جائیداد سے عاق کرنے اور محروم کرنے سے شریعت میں منع فرمادیا گیا ہے تاکہ وہ ناانصافی کرکے اپنی آخرت خراب نہ کریں۔ اولاد کو عاق کردینے سے وہ عاق بھی نہیں ہوگی، ترکہ اور ورثہ میں اس کا جو حصہ بھی بنتا ہو وہ اسے ملے گا۔ ہاں اگر زندگی میں ہی جائیداد کسی دوسرے کو ہبہ کرکے قبضہ بھی دیدیا تو یہ ہبہ درست ہوجائے گا لیکن وارث کو محروم کرنے کا گناہ ملے گا۔ اس لئے اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے۔ نافرمان اولاد کے لئے نصیحت اور ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔

مردوں کا سونے، چاندی کے زیور پہننا

س:......مردوں کو گلے میں چین لاکٹ یا ہاتھ میں بریسلیٹ اور انگوٹھی پہننا کیسا ہے؟

ج:......مرد کو چاندی کی انگوٹھی جس کا وزن ساڑھے تین ماشہ سے کم ہو پہننے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی چیز خواہ وہ سونا، چاندی کی ہو یا کسی اور دھات کی پہننا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ زیور ہے اور زیور کا جواز عورتوں اور بچیوں کے لئے ہے اور مردوں کو عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد:۴۰ کیم تا ۸؍ربیع الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍اکتوبر ۲۰۲۱ء شمارہ:۳۸

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

قادیانیوں کو دعوتِ غور و فکر	۴	اداریہ
...نامناسب لباس پر پابندی کا صائب فیصلہ	۷	خلیل الرحمٰن ربانی
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ	۹	مفتی سیّد عبدالقدوس ترمذی
عقیدۂ ختم نبوت... قرآن و حدیث کی روشنی میں	۱۳	پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ
ارباب اختیار کے نام کھلا خط	۱۷	ساجد غنی اعوان
ختم نبوت کانفرنس، لاہور	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۴	" " " "
قومی زبان... عدالت عظمیٰ اور بیوروکریسی	۲۷	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ:۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی:۳۵۰ روپے، سالانہ:۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

قادیانیوں کو دعوتِ غور وفکر!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر مرکزیہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ نے اپنی ایک تحریر میں قادیانیوں سے چندسوالات کرتے ہوئے انہیں دعوتِ غور وفکر دی تھی۔ آج کی صحبت میں ان سوالات کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ ”شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات“

مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنے دعوؤں کی بنیاد ”فنافی الرسول“ پر اُٹھائی، اس سے ترقی کر کے ”ظل وبروز“ کی وادی میں قدم رکھا، ظل وبروز سے آگے بڑھے تو حریمِ نبوّت میں پہنچ گئے، اور خاتم النبیین کے بعد دعویٔ نبوّت کا جواز پیدا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُوسری بعثت کا نظریہ ایجاد کیا، یوں رفتہ رفتہ وہ بعینہٖ ”محمد رسول اللہ“ بن گئے، قرآن بھی قادیان کے قریب ہی اُتر آیا (انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ تذکرہ ص:۶۷) اور پھر اس بعثتِ ثانیہ کے عقیدے سے جو عقائد اُبھرے ان کا بہت ہی مختصر خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا جاچکا ہے، یعنی خاکم بدہن مرزا قادیانی رحمۃ للعالمین بھی ہوئے، سیّدالرسل بھی، باعثِ تخلیقِ کائنات بھی، مطاعِ مطلق بھی، مدارِنجات بھی، اور بالآخر کلمۂ طیبہ میں بھی محمد رسول اللہ سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیا گیا۔

اِدھر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بعثت کو رُوحانیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اقویٰ اور اَکمل اور اَشد بتایا، اپنے معجزات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے سوگنا زیادہ بیان کئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کو ہلال اور اپنے دور کو بدرِ کامل ٹھہرایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کو ترقیات کی اِبتدا اور اپنے دور کو ترقیاتِ رُوحانی کی اِنتہا قرار دیا، ان کے مریدان کے سامنے یہ ترانہ گاتے رہے:

”محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں“

اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اس جیسے نعروں کی بھی تحسین اور حوصلہ افزائی فرمائی، جس کے نتیجے میں مرزا صاحب کی جماعت کے بلند ہمت افراد نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی اور آگے بڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہی کرادی۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے ایک صدی میں ان عقائد پر جو دفتر کے دفتر تصنیف کئے ہیں، یہ چند عقائد اس سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان سطور کو پڑھ کر ہمارے وہ بھائی جو جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے رشتۂ عقیدت میں منسلک ہیں، ان سے کیا تأثر لیں گے؟ لیکن میں ان کو صرف ایک سوال پر غور کرنے کی دعوت دُوں گا کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا قادیانی کی آمد سے پہلے تک تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے یہی عقائد تھے جو جناب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کے اکابر کے ہیں؟ بہت موٹی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے لئے دقیق فہم وفکر کی ضرورت نہیں کہ کیا ابوبکر وعمر وعثمان وعلی (رضوان اللہ علیہم) بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ قادیان میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے کسی سے یہ

عقیدہ منقول ہے؟ کیا تابعینؒ اور ائمہ دینؒ میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟ جیسا کہ اُوپر عرض کرچکا ہوں خود مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے ترجمان ''الفضل'' کو اِقرار ہے کہ ''مرزا قادیانی سے پہلے کسی مسلمان نے یہ نظریہ کبھی پیش نہیں کیا''......اور واقعہ بھی یہی ہے کہ قادیانی سے پہلے کوئی صحابی، تابعی، کوئی اِمام، مجدّد اس عقیدے سے آشنا نہیں تھا......اور پھر اس عقیدے سے جو عقائد پیدا ہوئے ان کے بارے میں بھی آپ سن چکے ہیں کہ اُمت میں کوئی شخص ان کا قائل نہیں تھا۔

ہمارے بھائی اگر صرف اسی سوال پر عقل و انصاف سے غور کریں تو انہیں یہ احساس ہوگا کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی ان عقائد کو اَپنا کر ''سبیل المؤمنین'' پر قائم نہیں رہے، اِدھر قرآنِ کریم کا اِعلان ہے کہ ''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور ''سبیل المؤمنین'' کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چل نکلے تو دُنیا میں وہ جو کچھ کرتا ہے، ہم اسے کرنے دیں گے، اور اسے جہنم میں داخل کریں گے۔'' اس لئے مرزا قادیانی کے تمام عقیدت مندوں سے گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے واقعی اللہ و رسول کی رضامندی کی خاطر مرزا صاحب کا دامن پکڑا ہے ـــــ جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے ـــــ تو مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و نظریات معلوم ہوجانے کے بعد ان پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ انہوں نے اللہ و رسول اللہ کی رضامندی کے لئے جو راستہ اختیار کیا ہے، وہ کعبہ کو نہیں بلکہ کسی اور ہی طرف کو جاتا ہے، وہ ''سبیل المؤمنین'' (اہلِ ایمان کا راستہ) نہیں، بلکہ یہ اہلِ ایمان کے راستے سے اُلٹی سمت کو جاتا ہے۔

دُوسری بات جس پر ہمارے بھائیوں کو غور کرنا چاہئے یہ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ کہ وہ عین محمد ہیں، عقل و دانش کی میزان میں کیا وزن رکھتا ہے؟ اگر مرزا غلام احمد عین محمد ہے تو سوال ہوگا کہ:

۱:...مرزا غلام مرتضیٰ کے نطفے سے کون پیدا ہوا؟ ۲:...چراغ بی بی کے پیٹ میں کون تھا؟ ۳:...جنت بی بی کس کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی؟ ۴:...بچپن میں چڑیوں کا شکار کون کرتا تھا؟ ۵:...گل علیشاہ (شیعہ) کی شاگردی کس نے کی تھی؟ ۶:...سیالکوٹ کچہری میں گورنمنٹ برطانیہ کا نوکر کون تھا؟ ۷:...انگریزی عدالتوں میں ''مرجا حاجر'' (یعنی مرزا حاضر!) کی آوازیں کس کو دی جاتی تھیں؟ ۸:...قانونِ انگریزی کی تیاری کس نے کی؟ اور اس میں فیل کون ہوا؟ ۹:...محترمہ حرمت بی بی کو طلاق کس نے دی؟ ۱۰:...مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو عاق کس نے کیا؟ ۱۱:...محترمہ محمدی بیگم کا اسیرِ زُلف کون ہوا؟ ۱۲:...اس سے نکاح کی پیشین گوئی کس نے کی؟ ۱۳:...اس پیش گوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار کس نے ٹھہرایا؟ ۱۴:...اور پھر اس سے وصل میں ناکام کون مرا؟ ۱۵:...نصرت جہاں بیگم کا شوہر کون تھا؟ ۱۶:...مرزا محمود، شریف احمد، بشیر احمد کا باپ کون تھا؟

اور دُوسری طرف اگر مرزا غلام احمد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ذات کے دو نام ہیں تو:

۱:...حضرت ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما کا داماد کون تھا؟ ۲:...حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کا شوہر کون تھا؟ ۳:...حضرت عثمانؓ اور علیؓ کس کے داماد تھے؟ ۴:...حضرت فاطمہؓ، زینبؓ، رقیہؓ، اُمّ کلثومؓ کس کی صاحب زادیاں تھیں؟ ۵:...حسنؓ و حسینؓ کس کے نواسے تھے؟ ۶:...بدر و حنین کے معرکے کس نے سر کئے؟ ۷:...شبِ معراج میں انبیائے کرام علیہم السلام کا اِمام کون تھا؟ ۸:...قیصر و کسریٰ کی گردنیں کس کے غلاموں کے سامنے جھکیں؟......وغیرہ وغیرہ۔ کیا پہلے سوالوں کے جواب میں ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کا، اور دُوسرے سوالوں کے جواب میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لے سکتے ہو؟

''محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں، اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں'' کے ترانے گانے والے ہمارے بھٹکے ہوئے بھائیو! خدا کے لئے ذرا سوچو کہ تم نے ''محمد رسول اللہ'' کو قادیان میں دوبارہ اُتار کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا انصاف کیا؟ اللہ نے عقل و فہم تمہیں بھی عطا فرمائی ہے، مرزا صاحب کے دعوے میں محمد ہونے کو عقل و خرد کی ترازو میں تولو، دیکھو! تم نے کس کا تاج کس کے سر پر رکھ دیا ہے؟ کس کی دولت کس کے حوالے کردی ہے؟ آخر پُرانے ''محمد رسول اللہ'' میں...معاذ اللہ...تمہیں کیا نقص نظر آیا تھا کہ تم نے اس سے بڑھ کر شان والا ''محمد رسول اللہ'' قادیان میں اُتار لیا...؟

ہمارے بھائیوں کو اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ دُنیا کی بہت سی قوموں کو اسی ''بروز'' اور ''عین'' کے عقیدوں نے برباد کیا ہے، عیسائی قوم کی مثال تمہارے سامنے ہے کہ انہوں نے کس طرح خدا کو اِنسانی مظہر میں اُتار کر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، شکمِ مادر سے پیدا ہوئے، وہ اور

ان کی والدہ انسانی احتیاج کے تمام تقاضے رکھتی تھیں، اس کھلی ہوئی ہدایت کے خلاف عیسائیوں نے ''مسیح عین خدا ہے'' کا دعویٰ کر ڈالا، اور وہ ''تین ایک، ایک تین'' کے جال میں ایسے پھنسے کہ اس پر پولوسی مذہب کی پوری عمارت تعمیر کر ڈالی، کاش! ہمارے بھائیوں نے اس سے عبرت لی ہوتی، اور اسلام جن غلط نظریات کو مٹانے کے لئے آیا تھا، اسلام ہی کے نام پر ان غلطیوں کا اِعادہ نہ کرتے۔ قادیانی یہ دعوے کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائی مذہب کی بنیادوں کو ہلا ڈالا، حالانکہ اگر عقل سے صحیح کام لیا جائے تو نظر آئے گا کہ مرزا قادیانی نے ''مرزا عین محمد ہے'' کا نظریہ ایجاد کر کے عیسائیت کی بنیادوں کو اور مستحکم کر دیا، ذرا سوچئے! اگر عیسائی یہ سوال کریں کہ ''اگر مسیحِ موعود عین محمد ہوسکتا ہے تو مسیح ابنِ مریم عین خدا کیوں نہیں ہوسکتا؟'' تو آپ کے پاس خاموشی کے سوا اس کا کیا جواب ہوگا...؟

پھر اگر مرزا غلام احمد قادیانی ''بروزِ محمد'' ہونے کی وجہ سے قادیانی ''عین محمد'' ہیں تو وہ ''بروزِ خدا'' ہونے کی وجہ سے ''عین خدا'' کیوں نہیں؟ مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف ''بروزِ محمد'' ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ ''بروزِ خدا'' ہونے کا بھی دعویٰ ہے، اب اگر ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ''بروز'' ہونے کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مع تمام صفات و کمالات کے حاصل ہے حتیٰ کہ نام، کام، مقام اور منصب و مرتبہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حاصل ہو چکا ہے، تو ''بروزِ خدا'' ہونے کی وجہ سے ان کو خدائی مع اپنے تمام صفات و کمالات کے کیوں حاصل نہیں...؟

ہمارے بھولے ہوئے بھائیوں کو ایک اور نکتے پر بھی غور کرنا چاہئے، وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اِحساس تھا کہ ان کا دعویٰ نبوت آیت خاتم النبیین اور حدیث ''لا نبی بعدی'' کے منافی ہے، اس سے بچنے کے لئے انہوں نے ''فنافی الرسول'' اور ''ظل و بروز'' کا راستہ اختیار کیا، اور دعویٰ کیا کہ چونکہ وہ بروزی طور پر بعینہٖ محمد رسول اللہ کی بعثتِ ثانیہ کا مظہر ہیں، اس لئے ان کے دعویٰ نبوت سے ختمِ نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی، ہاں اگر ''محمد رسول اللہ'' کی جگہ کوئی اور آتا تو ختمِ نبوت کی مہر ضرور ٹوٹ جاتی، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک (مدعی نبوت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان) کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے، لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو، اور صاف آئینے کی طرح محمدی چہرے کا اس میں اِنعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا، پھر بھی وہ سیّدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا، کیونکہ یہ ''محمد ثانی'' اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، ص:۵)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، جو در حقیقت خاتم النبیین تھے، مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اِعتراض کی بات نہیں، اور نہ اس سے مہرِ خاتمیت ٹوٹتی ہے، کیونکہ میں بار بار یہ بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوّت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔''

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، خزائن، ج:۱۸، ص:۲۱۲)

مرزا صاحب کی اس طویل تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ میں چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز اور مظہر ہونے کی وجہ سے بعینہٖ محمد رسول اللہ ہوں، اس لئے میرے نبی ہونے سے خاتمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ غور کیجئے! اپنی نبوّت کے لئے جو طریقِ اِستدلال پیش کیا ہے، کیا یہی طریق عیسائی لوگ، اُلوہیتِ مسیح کو ثابت کرنے کے لئے پیش نہیں کرتے؟ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ رُوح اللہ ہیں، اس لئے ان کے انسانی قالب میں خدا کی رُوح جلوہ گر تھی، اور وہ چونکہ مظہرِ خدا ہونے کی وجہ سے ...نعوذ باللہ... بعینہٖ خدا ہیں، اس لئے ان کے خدا کہلانے سے توحید کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ اگر مرزا قادیانی کا بروزِ محمد ہونا ممکن ہے اور اس سے خاتمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی، تو رُوح اللہ بروزِ خدا کیوں نہیں؟ اور اس سے توحید کی مہر کیونکر ٹوٹ جاتی ہے؟ اگر مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ان کے نبی ہونے سے محمدؐ کی نبوت محمدؐ ہی کے پاس رہتی ہے، تو عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کہلانے سے بھی خدا کی خدائی کسی اور کے پاس نہیں جاتی... استغفر اللہ...! وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

تعلیمی اداروں میں

نامناسب لباس پر پابندی کا صائب فیصلہ

خلیل الرحمٰن ربانی

وفاقی تعلیمی اداروں میں اساتذہ کے لئے ڈریس کوڈ لاگو کردیا گیا ہے۔ خواتین اساتذہ کے جینز اور ٹائٹس جبکہ مرد اساتذہ کے جینز اور ٹی شرٹ پہننے پر پابندی لگادی گئی ہے۔ نوٹیفکیشن کے مطابق پردہ کرنے والی خواتین اساتذہ کو صاف ستھرا اسکارف اور حجاب پہننے کی اجازت ہوگی۔ اساتذہ پر واضح کیا گیا ہے کہ کلاس میں ٹیچنگ گاؤن اور لیبارٹری میں لیب کوٹ پہنیں۔ وفاقی نظامت تعلیمات نے ہائر ایجوکیشن افسران کو ہدایت کی ہے کہ ڈریس کوڈ پر عمل درآمد یقینی بنانے کے لئے اقدامات کریں۔

وفاقی حکومت کے اس فیصلے کے بعد سے سوشل میڈیا پر ایک بحث چھڑ گئی ہے۔ بالخصوص لبرل طبقہ انتہائی سیخ پا دکھائی دے رہا ہے۔ آزاد خیال طبقات کی طرف سے بار بار یہی کہا جارہا ہے کہ لباس کے حوالے سے کیوں اتنی سختیاں کی جارہی ہیں اور اس پر اتنی توجہ کیوں دی جارہی ہے؟ لباس انسانی زندگی کی اہم ضروریات میں سے ہے۔ یہ انسان کو قدرت کی طرف سے عطا کردہ نعمت ہے، جس سے وہ اپنا تن چھپاتا ہے اور سکون واطمینان محسوس کرتا ہے۔ انسان فطرتاً لباس پسند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب میں تن ڈھانپنے، شرم وحیاء اور عفت وپاک دامنی کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو قرآن وحدیث میں بڑی تعداد میں اس موضوع پر بات کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لباس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لباس تمہارے جسم چھپانے کا ذریعہ، تمہارے لئے زینت کا باعث اور تقویٰ کا سبب ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باریک اور نیم برہنہ لباس کے استعمال کو قیامت کی علامات میں بتایا ہے اور ایسی عورتوں کے لئے سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔

یہ بات تو شریعت مطہرہ کی تھی حالات و واقعات کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نامناسب لباس اور نیم برہنہ کپڑوں کے باعث نہ صرف فحاشی اور عریانی عام ہورہی ہے بلکہ آئے دن ایسے واقعات رونما ہورہے ہیں جو دل چھلنی کردیتے ہیں۔ کچھ عرصے سے ملک میں جنسی زیادتی کے واقعات میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے جب ہم چھوٹے تھے تو عمومی طور پر پردے اور اچھے لباس کا ایک کلچر تھا، چنانچہ جنسی زیادتی جیسی درندگی سے لوگ عموماً ناآشنا تھے جبکہ اب حال یہ ہے کہ پاکستان جیسے اسلامی ممالک میں خواتین ایسے لباس زیب تن کرتی نظر آتی ہیں، جو مردوں کے لئے جنسی خواہش بڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔ نتیجتاً جنسی زیادتی جیسے گھناؤنے واقعات بھی رونما ہورہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مرد عورت دونوں کو نگاہ کی

جناب فضل الرحمٰن ابن بلند اختر نظامی رحمۃ اللہ علیہ

جناب فضل الرحمٰن الحاج بلند اختر نظامیؒ سابق امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے فرزند اکبر تھے۔ حاجی صاحب نے اپنے بیٹوں کی تربیت کی طرف توجہ دی۔ عالم تو کوئی نہ بن سکا، لیکن دین داری، صوم وصلوٰۃ کی پابندی تمام برادران نظامیہ میں پائی جاتی ہے۔ حاجی صاحب ۱۹۶۰ء کی دھائی میں جماعت سے وابستہ ہوئے۔ اس وقت مجلس کے مبلغ مولانا سید محمود حسن ترمذیؒ آف ٹوبہ ٹیک سنگھ تھے۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ جب فاران کنٹریز کے دورہ پر تشریف لے گئے اور تین سال جزائر فیجی آئی لینڈ اور یورپ کا کامیاب دورہ کرکے جب وطن واپس تشریف لائے تو لاہور میں حاجی بلند اخترؒ نے حضرت اخترؒ کے اعزاز میں لاہور میں استقبالیہ دیا، جس کی رپورٹ ''حضرت مناظر اسلام'' کی سوانح میں چھپی ہوئی ہے۔ جناب فضل الرحمٰن حاجی صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ تقریباً ساٹھ سال کے پیٹے میں ہوں گے، کچھ عرصہ ایبٹ آباد میں آئل کی دکان چلاتے رہے۔ راقم ایک دفعہ ایبٹ آباد کے دورہ پر گیا تو بڑے اصرار کے ساتھ کھانے کی دعوت دی، جو پروگراموں کی وجہ سے قبول نہ کرسکا، لیکن ان کی دکان پر حاضری دی، بہت ہی ملنسار اور بااخلاق انسان تھے۔ ۳ر ستمبر کے جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد باغ والی شاہ عالمی میں دیا اور جمعہ کے بعد مرحوم کے بھائی بیٹوں سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مرحوم کی رحلت کی اطلاع دی، اللہ پاک مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

حفاظت کا حکم دیا ہے مگر عورت میں نسوانی حسن اور فطری کشش کے باعث اس کی حفاظت کے لئے خصوصی تاکید فرمائی گئی ہے۔ عورت اپنے آپ کو نیم برہنہ کرے گی تو لامحالہ شیاطینی اثرات معاشرے میں منتقل ہوں گے اور کوئی نہ کوئی مرد احتیاط کے باوجود بھی اس کی طرف مائل ہوسکتا ہے، کیونکہ اس نے اپنی ڈھال کو خود توڑ دیا اور شیطان صفت لوگوں کو حملہ آور ہونے کا موقع دیا۔

یہ محض الزام یا دعویٰ نہیں، اسلام قبول کرنے والی سینکڑوں مغربی خواتین نے نیم برہنہ لباس کو جنسی تشدد کی بڑی وجہ جبکہ باپردہ لباس کو خواتین کے لئے قدرت کا تحفہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر مختلف ملکی و بین الاقوامی رپورٹس پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا نامناسب لباس مرد کے لئے سخت ہیجانی کیفیات کا سبب بنتا ہے۔ خواتین کے لباس پر مردوں کے ردِّعمل کے بارے میں پاکستان ہی کے کئی قابل اعتماد اداروں کی سروے رپورٹ آچکی ہیں، جن میں نوے فیصد مردوں کا کہنا ہے کہ نامناسب لباس میں عورتوں کو دیکھ کر ہمارے جنسی جذبات مشتعل ہوجاتے ہیں۔ ستر فیصد مردوں نے اقرار کیا کہ تعلیمی اداروں اور دفتروں میں دوپٹوں سے بے نیاز لڑکیوں، عورتوں کو دیکھ کر جنسی جذبات بے قابو ہونے لگتے ہیں اور پھر ان پر ہم آوازے بھی کستے ہیں اور سیٹیاں بھی بجاتے ہیں، جبکہ باحجاب خواتین کو دیکھ کر کبھی جذبات نہیں مچلتے، بلکہ دل پر ان کا رعب طاری ہوجاتا ہے۔ یہ اور اس طرح سے سینکڑوں سروے اس بات کے عکاس ہیں کہ عورت کا نامناسب لباس معاشرے میں جنسی مسائل کا سبب بن سکتا ہے۔

کئی مغربی اداروں کی سروے رپورٹس بھی موجود ہیں، جن میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ عورتوں کا "Revealing Dress" (اعضاء کی نمائش کرنے والا لباس) مردوں کے جنسی جذبات ابھارنے کا سبب بنتا ہے۔ جب یہ جذبات بے قابو ہوجاتے ہیں تو ریپ جیسے جرائم پر منتج ہوسکتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یورپ میں تو عورتوں نے بڑا مختصر لباس پہنا ہوتا ہے، وہاں تو مردوں کے جذبات برانگیختہ نہیں ہوتے، حالانکہ حقائق معلوم کریں تو آنکھیں کھل جائیں گی۔

سوال یہ ہے کہ دین بیزار قوتیں کیوں ہمیشہ سے لباس اور پاک دامنی جیسے اہم ایشوز پر اعتراض کرتی ہیں؟ اس کا جواب بہت واضح ہے کہ مسلمان کو اس وقت تک شکست نہیں دی جاسکتی جب تک اسے اپنی روایات اور دینی تعلیمات سے دور نہ کردیا جائے، جب اسے دینی تعلیمات سے دور کردیا جائے گا، جب اسے بے حیائی کی دلدل میں دھکیل دیا جائے گا اور جب اس کے جسم وجاں سے شرم وحیاء کا مادہ ختم کردیا جائے گا، تب اس پر غلبہ پانا ذرا برابر بھی مشکل نہ ہوگا۔

وفاقی تعلیمی اداروں میں ڈریس کوڈ کا نفاذ بہت ہی معقول اور مستحسن فیصلہ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قانون کو صرف وفاق کی سطح پر لاگو نہ کیا جائے، بلکہ ملک بھر کے تمام تعلیمی اداروں میں لباس اور رہن سہن کے مہذب اصول لازمی کردیے جائیں، تاکہ خواتین و حضرات سکون کی زندگی بسر کرسکیں اور معاشرے میں شرم وحیا کا کلچر رواج پاسکے۔ معاشرے سے جنسی ہیجان جو وقت گزرنے کے ساتھ جنسی زیادتیوں کا محرک بن جاتا ہے کی روک تھام کے لئے تعلیمی اداروں میں مہذبانہ ڈریس کوڈ کا نفاذ بہترین اقدام ہے۔ پوری قوم اس کا خیرمقدم کرتی ہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۹؍ستمبر۲۰۲۱ء)

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام نورانی مسجد غریب آباد حلقہ سٹی ریلوے کالونی میں بعد نماز مغرب سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں تلاوت قاری عبدالوحید لغاری، ترانہ ختم نبوت مولانا حبیب اللہ ارمانی نے پیش کیا۔ بعدازاں جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبداللہ بلوچ نے ”عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت“ پر بیان کیا حلقہ صدر ٹاؤن کے مسؤل استاذ الحدیث مولانا مسعود احمد لغاری مدظلہ نے اپنے بیان میں قادیانیوں کے عقائد پر روشنی ڈالی اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا وعدہ سامعین سے لیا۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت اور عقیدۂ حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تفصیل سے بیان کیا۔ آخر میں ادارے کے طلبا میں راقم الحروف، مولانا عبداللہ بلوچ، مولانا قاضی احسان احمد نے انعامات بھی تقسیم کئے۔ پروگرام کی نقابت کے فرائض مولانا عباداللہ امام مسجد ہذا نے جبکہ اختتامی دعا حلقہ کے سرپرست، مولانا مفتی اسرار نے کرائی، پروگرام میں کثیر تعداد علماء، عوام الناس سمیت اہل محلہ اور بچوں نے شرکت کی۔

فضیلۃ الاستاذ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

مفتی سیّد عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

گزشتہ ماہ سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے صدر مخدوم ومکرم جناب حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ کی ناسازی طبع اور علالت کی مسلسل خبریں آرہی تھیں، ان اخبار سے آپ کے متعلقین واحباب میں خاصی تشویش واضطراب پایا جارہا تھا، سبھی حضرات حضرت کی صحت وعافیت کی دعاؤں میں لگے ہوئے تھے۔ احقر ان دنوں دارالعلوم کراچی حاضر ہوا وہاں آپ کے صاحبزادہ گرامی مولانا سعید اسکندر صاحب دام مجدہم سے ملاقات پر ان سے حضرت کی طبیعت کا پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اب افاقہ ہے، اس سے قدرے اطمینان ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور مزید صحت کے لئے دعا بھی۔

اس دوران تشویش ناک صورت حال کی وجہ سے ہسپتال بھی لے جانا پڑا اور پھر کئی دن وینٹی لیٹر پر رہنا ہوا، اب دن بدن حالت متغیر ہوتی جا رہی تھی اور موت وحیات کی کشمکش کی سی صورت حال پیدا ہوگئی تھی، بالآخر حضرت ڈاکٹر صاحب کا وقت موعود آ گیا اور انہوں نے مورخہ ۱۹/ ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ بمطابق ۳۰/ جون ۲۰۲۱ء کو جان جاں آفریں کے سپرد کردی اور داعی اجل کو بصد شوق لبیک کہا، اور وہی ہوا جس کا کئی دن سے دھڑکا لگا ہوا تھا:

ان الذی تحذرین قدوقعا، فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما اخذو لہ ما اعطیٰ وکل عندہ باجل مسمیٰ. اللّٰھم لاتحرمنا اجرہ ولاتفتنا بعدہ.

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ ایک جید عالم دین اور گوناگوں صلاحیتوں کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اساتذہ کرام، شیوخ کے محب صادق، خدمت گزار اور اطاعت شعار اور جاں نثار تھے، ان خوبیوں اور ملکات نے ان کی شخصیت کو ایک قابل گوہر بنادیا تھا۔

انور ثانی بحرالعلوم حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کی عظیم شخصیت سے انہوں نے جو کچھ حاصل کیا اور پھر حضرت بنوریؒ کی ان پر جو نظر عنایت رہی اس نے حضرت ڈاکٹر صاحب کو ثرا سے ثریا تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

مصر جیسے متمدن اور آزاد ملک میں رہنے کا موقع ملا تو وہ اس سے متاثر نہیں ہوئے، برابر اپنے محسن کو یاد کرتے رہے۔

بنوری نمبر میں موجود ان کی تحریر سے حضرت بنوری رحمہ اللہ سے ان کا خاص تعلق وتاثر عیاں ہے، یہ وہی تعلق ہے جسے شدت محبت اور عشق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ استاذ اور شاگرد میں جب ایسا تعلق ہو تو اس کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے، اگرچہ اس میں ظاہری اسباب کا بھی اہم تعلق ہے جس سے انکار نہیں، لیکن دراصل یہ حق تعالیٰ کی عطا اور اس کا خاص فضل ہے جس پر ہو جائے، ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ جامعہ خیرالمدارس ملتان کی شوریٰ کے معزز اور اہم رکن تھے، وہاں ان سے ملاقات اور استفادہ کا موقع مل جاتا تھا، ایک مرتبہ شوریٰ کے اجلاس میں میت کی تدفین کے بعد کی دعا کا مسئلہ زیر بحث آ گیا، اس دعا کے جواز کے تو سب ہی حضرات قائل تھے، البتہ اس میں کچھ اختلاف ہو رہا تھا کہ یہ دعا ہاتھ اٹھا کر کی جائے یا بغیر ہاتھ اٹھائے، اور اگر ہاتھ اٹھائے جائیں تو پھر اس صورت میں منہ قبر کی طرف ہو یا قبلہ کی طرف؟

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کا موقف یہ تھا کہ تدفین کے بعد اجتماعی دعا بالکل صحیح وثابت ہے اور حدیث پاک سے ہاتھ اٹھانے کا ثبوت بھی موجود ہے، آپ نے وہ روایت جس میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تدفین کا ذکر ہے، اسے پیش فرمایا، اس میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے تدفین کے بعد ہاتھ اٹھا کر ہی دعا فرمائی تھی۔

وہ روایت اور اس کا ترجمہ یہ ہے:

عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ :أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ، فَعَادَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأَهْلِهِ:إِنِّي أَرَى طَلْحَةَ قَدْحَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ،فَإِذَامَاتَ فَآذِنُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ،وَعَجِّلُوا،فَإِنَّهُ لا يَنْبَغِي لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِهِ.

وروى أنــه تـوفـى ليلا، فقال: ادفنوني وألحقوني بربي، ولا تدعوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فإني أخاف عليه اليهود أن يصاب في سببي، فأخبر رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حين أصبح، فجاء حتى وقف عَلَى قبره، وصف الناس معه، ثم رفع يديه وقال:اَللّٰهُمَّ، الق طلحة وأنت تضحک إليه، وهو يضحک إليک۔" (اسد الغابة فی معرفة الصحابة، ج۲، ص۶۵)

ترجمہ:"حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تیمارداری فرمائی، واپس لوٹے تو اہل خانہ سے فرمایا کہ میں نے محسوس کیا ہے کہ طلحہ میں موت کے آثار ظاہر ہوچکے ہیں، تو جب وہ وفات پاجائیں تو مجھے اطلاع کرنا، تاکہ میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھا دوں، (اور جنازہ و تدفین) میں جلدی کیجئے گا کیونکہ مسلمان کی میت کا اس کے گھر والوں کے بیچ روکے رکھنا مناسب نہیں ہے۔

نقل کیا گیا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وصال رات کو ہوا، انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ مجھے دفن کردینا اور مجھے میرے رب سے ملا دینا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مت بلانا اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچا دیں۔ صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپ تشریف لائے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر کھڑے ہوگئے، لوگ بھی آپ کے ساتھ صف باندھ کر کھڑے ہوگئے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی: اے اللہ طلحہ سے اس طرح ملاقات کر کہ آپ اس کو دیکھ کر ہنس رہے ہوں اور وہ آپ کو دیکھ کر ہنس رہا ہو۔"

اکثر شرکاء مجلس کو اس سے بہت اطمینان ہوا اور انہوں نے حضرت ڈاکٹر صاحب کی اس مدلل گفتگو سے اتفاق کیا جبکہ بعض حضرات کا کہنا تھا کہ اس واقعہ سے تدفین کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح ہاتھ اٹھا کر دعا فرمانا "واقعة حال لاعموم لها" کے قبیل سے ہے، اس ایک واقعہ کی وجہ سے ہاتھ اٹھانے کو سنت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور پر اس طرح ہاتھ اٹھانے کا ثبوت نہیں ہے اور جن بعض روایات میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس میں رافعا یدیه کے ساتھ متوجها الی القبلة کی تصریح ہے، نیز ہاتھ اٹھانے کی صورت میں میت کی بجائے قبلہ کی طرف رخ ہونا چاہئے کیونکہ اگر میت کی طرف رخ کر کے رفع یدین ہوگا اس سے میت سے سوال کا ایہام ہوسکتا ہے، اس لئے اس صورت میں ہاتھ نہ اٹھانے چاہئیں، نیز بعض فقہاء نے غیر رافع یدیه کی قید کا اضافہ بھی فرمایا ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے اس موقف کو بڑے اطمینان وسکون سے سنا اور اس سے اتفاق نہ فرمانے کے باوجود بھی کسی قسم کی کبیدگی یا ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ جس سے آپ کی وسعت قلبی اور وسعت ظرفی اور اختلاف رائے کو تحمل کے ساتھ سننے کا حوصلہ جیسی صفات عالیہ واضح ہیں۔

ان صفات سے اتصاف میں علم وعمل کے ساتھ اہل اللہ کی صحبت اور ان کی تربیت کا بڑا دخل ہے۔ افسوس کہ آج کل اس میں بہت کمی آرہی ہے۔

مکہ مکرمہ میں رہنے والے ایک علمی گھرانے کے عالم جناب محمد علوی مالکی نے جب اپنے عقائد ونظریات پر مشتمل کتابیں تحریر کیں جن میں اپنے بدعی بلکہ بدعت سے بھی بڑھ کر گمراہانہ عقائد کا اظہار کیا جو سراسر قرآن وسنت اور جمہور اہل السنۃ والجماعۃ سے متصادم تھے تو مکہ مکرمہ کے قاضی جناب شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع نے ان کے رد میں "حوارمع المالکی فی رد منکراتہ وضلالاتہ" کے نام سے ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء میں ایک کتاب تحریر فرمائی، علوی مالکی صاحب کے معتقدین نے ان کا دفاع کیا اور ان کے حق میں کتابیں لکھیں حتی کہ ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء میں جناب محمد علوی مالکی صاحب نے خود بھی اپنے مخالفین کے رد میں "مفاهيم يجب ان تصحح" کے نام سے عربی میں ایک ضخیم کتاب لکھی اور اس میں اپنے عقائد ونظریات جمع کر کے بہت سے اہل علم کی تقریظات لے کر اسے شائع کردیا۔

اس کتاب پر بعض اکابر دیوبند رحمہم اللہ

تعالیٰ سے بھی تقریظات حاصل کرلی گئیں، ان حضرات نے علوی مالکی صاحب سے حسن ظن کی بنا پر ان کی اس کتاب کی تائید فرمادی جب انہیں اصل صورتحال کا علم ہوا تو ان حضرات نے اپنی تقریظ سے رجوع فرمالیا، جزاھم اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

احقر کو یاد ہے کہ جب اس کتاب پر تقریظات کے رجوع کا معاملہ چل رہا تھا اسی زمانہ میں جامعہ خیرالمدارس ملتان کی شوریٰ کے سالانہ اجتماع میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر قدس سرہ تشریف لائے ہوئے تھے، اس کتاب پر ان کی تقریظ بھی تھی حضرت مفتی عبدالستار رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر احقر نے حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب قدس سرہ سے اس بارہ میں گفتگو کی تو انہوں نے فوراً اپنی تقریظ سے رجوع فرمالیا، آپ نے جو رجوع نامہ لکھ کر دیا تھا وہ احقر نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کردیا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے اور احقر کو دعاؤں سے نوازا۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ سے ایک ملاقات کے موقع پر احقر نے ان کی مشہور و مقبول کتاب ’’الطریقۃ العصریۃ‘‘ کی افادیت کا ذکر کیا، آپ بہت خوش ہوئے اور اس کی تالیف کا پس منظر بیان فرمایا اور ساتھ ہی فرمانے لگے کہ اس کا دوسرا حصہ بھی میں نے لکھا ہے اسے بھی پڑھانا ضروری ہے تا کہ کتاب لکھنے کا جو اصل مقصد ہے کہ مدارس کے طلبا کو عربی بولنا اور لکھنا آجائے یہ تبھی حاصل ہوسکتا ہے کہ دونوں حصوں کو پڑھا جائے۔ حضرت کی یہ کتاب بلاشبہ بہت مفید ہے، انہوں نے بڑے سہل اور جامع انداز میں اسے لکھا ہے، اگر اساتذہ کرام محنت کریں اور طلبا سے مشق بھی کرائیں تو یقیناً انہیں عربی بولنے اور لکھنے سے مناسبت ہوجائے گی۔

احقر نے بھی ذاتی طور پر اس کا تجربہ کیا ہے، ہمارے دینی مدارس میں درس نظامی کی بہت سی عربی کتابیں پڑھنے کے باوجود اکثر طلبا کو عربی میں بولنا اور لکھنا نہیں آتا، اس کی بنیادی وجہ مشق اور تمرین کا فقدان ہے ورنہ دینی مدارس کے طلبا کے لئے یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے بڑی خوبی سے اس مسئلہ کو حل فرمایا ہے اور الحمدللہ تعالیٰ اب مدارس عربیہ میں عربی تکلم اور انشاء کی طرف کافی رجحان پایا جاتا ہے، اور بعض بڑے مدارس میں باقاعدہ لغۃ عربیہ کے لئے معہد بھی قائم ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ عربی زبان کے بہت بڑے ادیب اور استاذ تھے۔ اردو سے عربی ترجمہ پر آپ کو بڑی مہارت حاصل تھی، حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی کی کتاب ’’تدوین حدیث‘‘ کا عربی ترجمہ ’’تدوین الحدیث‘‘ کے نام سے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کا بڑا شاہکار ہے، ترجمہ کی سلاست،

تعزیتی سیمینار

مورخہ ۱۲؍ستمبر جامعہ مسجد مدینہ جمیل ٹاؤن میں معروف مجاہد ختم نبوت سیاسی، مذہبی اور سماجی شخصیت جناب یاسین فاروقی صاحب فاروقی اسٹیٹ والے کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک عظیم الشان تعزیتی سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار سے مختلف مذہبی سیاسی و سماجی شخصیات نے اپنے اپنے انداز میں خراج تحسین پیش کیا۔ یاد رہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محب النبی مدظلہ نے سیمینار کی صدارت فرمائی۔ مولانا عبدالشکور یوسف، حاجی محمد شفیق، قاری محمد شفیق، قاری فضل الرحمٰن، کلیم اللہ وزیر، طارق اقبال ہمدانی ایڈوکیٹ، میاں محمد نثار، حاجی محمد الیاس، قاری محمد داؤد، مولانا خضر حیات اور دیگر علاقہ بھر کی تمام اہم شخصیات اور عوام الناس نے شرکت کی۔ یاسین فاروقی صاحب عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے اپنی ذات میں ایک تحریک تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کا دن بھی اسی نسبت سے یوم تحفظ ختم نبوت ۷؍ستمبر منتخب فرمایا۔ اللہ، اللہ.... سیمینار سے اختتامی خطاب ترجمان اہلسنت محقق، خطیب جامع مسجد حسان بن ثابت سبزہ زار مولانا عبدالجبار سلفی نے فرمایا اور دعائے مغفرت علاقے کی معروف دینی شخصیت استاد العلماء حضرت مولانا محب النبی صاحب نے فرمائی۔ اظہار خیال کرنے والی دیگر درجنوں شخصیات کے علاوہ میاں نثار، مہر شہباز سرور، حاجی ارشاد ڈوگر اور معروف صحافی نوائے وقت جناب سعید آسی نے بھی اپنے اپنے انداز میں مرحوم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم یاسین فاروقی کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

روانی، فصاحت و بلاغت دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

احقر کو اس کتاب کا عربی ترجمہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے جامعہ خیر المدارس میں مورخہ ۱۶ر محرم الحرام ۱۴۳۲ھ کو خود عنایت فرمایا تھا، اصل اردو کتاب پڑھنے کے بعد ترجمہ کی اہمیت کا خوب اندازہ ہوتا ہے، حضرت گیلانی مرحوم کے انداز بیان کو عربی زبان میں کامیابی کے ساتھ ضبط کرنا کوئی آسان کام نہ تھا، یہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی عربی زبان پر غیر معمولی قدرت اور مہارت تامہ کی دلیل ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ اس وقت ملک کی مختلف جماعتوں اور تنظیموں کے جن مناصب اور عہدوں پر فائز تھے، وہ تمام کے تمام مرکزی اور کلیدی عہدے تھے، تمام تر ضعف، امراض اور پیرانہ سالی کے باوجود آخر تک ان ذمہ داریوں کو نبھانا یہ ان کی کرامت سے کم نہیں تھا۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ جیسے بین الاقوامی ادارہ کا اہتمام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی صدارت، اسی طرح وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سب سے بڑے منصب کو سنبھالنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ آخر میں جب ان کی صحت زیادہ خراب ہوئی اور ضعف انتہا کو پہنچ گیا تو انہوں نے وفاق المدارس کی صدارت سے معذرت بھی فرمائی لیکن ارباب وفاق المدارس نے اسے قبول نہیں فرمایا بلکہ وفاق نے اپنے اجلاس میں انہیں صدارت کے عہدہ پر دوبارہ فائز کر دیا، لیکن ان کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ تمام مناصب کو چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوئے۔

ملک کی مرکزی اور بڑی تمام جماعتوں کا حضرت کی شخصیت پر اعتماد اور مرکزی عہدوں کے لئے آپ کا انتخاب لاجواب اس بات کی واضح علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گوناگوں ملکات اور خوبیوں سے متصف فرمایا تھا، یہ سب اسی کا تقاضا تھا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے عرصہ سے اپنے شیخ و مربی حضرت اقدس بنوری قدس سرہ کی امانت جامعہ علوم اسلامیہ کو سنبھالا ہوا تھا، آپ کی خواہش یہی تھی کہ یہ امانت حضرت بنوری کے اخلاف اور آپ کے فرزندانِ گرامی سلمہم اللہ تعالیٰ کے سپرد ہو، اور وہ اسے سنبھالیں لیکن ان حضرات کی یہ سعادت مندی تھی انہوں نے حضرت ڈاکٹر صاحب کی سرپرستی کو اپنے لئے ضروری سمجھا اور انہیں کے ظل عاطفت میں تمام خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اب جبکہ ان کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو ضروری تھا کہ یہ امانت ان کے سپرد کی جائے، چنانچہ نہایت خوشی ہوئی کہ جامعہ کی مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ حضرت اقدس بنوری کے فرزند گرامی مولانا سید سلیمان یوسف بنوری مدظلہم مہتمم اور مولانا سید احمد یوسف بنوری نائب مہتمم ہوں گے۔

حضرت بنوریؒ مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اپنے دور میں سرپرست رہے ہیں اور اب حضرت ڈاکٹر صاحبؒ اس کے صدر تھے، اسی لئے مجلس کے ذمہ دار حضرات نے یہ بڑا صائب فیصلہ کیا کہ حضرت مولانا ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کو مرکزی امیر اور حضرت بنوری کے فرزند گرامی کو نائب امیر مقرر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ان فیصلوں میں برکت عطا فرمائیں اور ان صاحبزادگان گرامی قدر مدظلہم کے لئے ان کو مبارک فرمائیں، ہر طرح کے شرور فتن سے حفاظت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی تمام حسنات اور دینی خدمات کو قبول فرمائیں اور پسماندگان کو صبر و اجر دیں اور حضرت کے درجات کو بلند سے بلند فرمائیں۔ ویرحم اللّٰہ

عبداقال آمینا۔ بتاریخ:۱۵ر محرم الحرام ۱۴۴۳ھ

حاجی محمد شریف بازدار کی وفات

حاجی محمد شریف ایک عرصہ سعودی عرب میں رہے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک اور صالح انسان تھے۔ تمام بزرگوں سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے، چونکہ ان کے عزیز مولانا حسین احمد بازدارؒ مجلس احرار کے رضاکاروں میں سے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے خدام میں شامل ہوگئے اور ایک عرصہ تک جلال پور پیروالا مجلس کے امیر بھی رہے، اور ان کے والد گرامی بھی احراری تھے، حضرت امیر شریعتؒ کا ایک خط بھی ان کی سوانح میں چھپا موجود ہے، یہ خاندان مجلس کے بزرگوں سے وابستہ رہا ہے۔ لہٰذا حاجی محمد شریف بھی مجلس کے بزرگوں کے خوشہ چیں تھے اور ان پر جان چھڑکتے تھے۔ مولانا حسین احمد بازدارؒ کے ایک فرزندار جمند قاری محمد امین انہیں کے فرزند نسبتی ہیں۔ ۱۹ر رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۲ر مئی ۲۰۲۱ء ان کا جلال پور پیروالا میں انتقال ہوا، قاری محمد امین کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی اور انہیں جلال پور پیروالا کے مرکزی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ راقم الحروف ۷ر اگست کو جلال پور پیروالا جمعہ کے لئے حاضر ہوا اور قاری محمد امین سے تعزیت کی اور ان کی مغفرت کی دعا کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

عقیدۂ ختم نبوت ... قرآن واحادیث کی روشنی میں

ساتویں قسط

پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا“ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: ”لوگو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔“

اس ایک فقرے میں ان تمام اعتراضات کی جڑ کاٹ دی گئی ہے جو مخالفین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نکاح پر کر رہے تھے۔

ان کا اولین اعتراض یہ تھا کہ آپ نے اپنی بہو سے نکاح کیا ہے، حالانکہ آپ کی اپنی شریعت میں بھی بیٹے کی منکوحہ باپ پر حرام ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا: ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔“ یعنی جس شخص کی مطلقہ سے نکاح کیا گیا ہے وہ بیٹا تھا کب کہ اس کی مطلقہ سے نکاح حرام ہوتا؟ تم لوگ تو خود جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سرے سے کوئی بیٹا ہے ہی نہیں۔

ان کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اچھا اگر منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہے تب بھی اس کی چھوڑی ہوئی عورت سے نکاح کر لینا زیادہ سے زیادہ بس جائز ہی ہو سکتا تھا، آخر اس کا کرنا کیا ضروری تھا۔

اس کے جواب میں فرمایا گیا: ”مگر اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں“ یعنی رسول ہونے کی حیثیت سے ان پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا ہے اس کے بارے میں تمام تعصبات کا خاتمہ کر دیں اور اس کی حلت کے معاملے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں۔

پھر مزید تاکید کے لئے فرمایا: ”اور وہ خاتم النبیین ہیں۔“ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول تو درکنار کوئی نبی تک آنے والا نہیں ہے کہ اگر قانون اور معاشرے کی کوئی اصلاح ان کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کسر پوری کر دے، لہٰذا یہ اور بھی ضروری ہو گیا تھا کہ اس رسم جاہلیت کا خاتمہ وہ خود ہی کر کے جائیں۔

اس کے بعد مزید زور دیتے ہوئے فرمایا گیا: ”اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔“ یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ اس وقت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اس رسم جاہلیت کو ختم کرا دینا کیوں ضروری تھا؟ اور ایسا کرنے میں کیا قباحت تھی؟ وہ جانتا ہے کہ اب اس کی طرف سے کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ لہٰذا اگر اپنے آخری نبی کے ذریعہ سے اس نے اس رسم کا خاتمہ اب نہ کرایا تو پھر کوئی دوسری ہستی دنیا میں ایسی نہ ہوگی جس کے توڑنے سے یہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے، بعد کے مصلحین اگر اسے توڑیں گے بھی تو ان میں سے کسی کا فعل بھی اپنے پیچھے ایسا دائمی اور عالمگیر اقتدار نہ رکھے گا کہ ہر ملک اور ہر زمانے میں لوگ اس کا اتباع کرنے لگیں اور ان میں سے کسی کی شخصیت بھی اپنے اندر اس تقدس کی حامل نہ ہوگی کہ کسی فعل کا محض اس کی سنت ہونا ہی لوگوں کے دلوں سے کراہیت کے ہر تصور کا قلع قمع کر دے۔

ایک گروہ، جس نے اس دور میں نئی نبوت کا فتنہ عظیم کھڑا کیا ہے، لفظ ”خاتم النبیین“ کے معنی ”نبیوں کی مہر“ کرتا ہے اور اس کا مطلب یہ لیتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو انبیاء کرام علیہم السلام بھی آئیں گے وہ آپ کی مہر لگنے سے نبی بنیں گے یا بالفاظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ کی مہر نہ لگے وہ نبی نہ ہو سکے گا۔

لیکن جس سلسلۂ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے، اس کے اندر رکھ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی بلکہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں، مقصودِ کلام کے بھی خلاف ہو جاتا ہے۔ آخر اس بات کی کیا تُک ہے کہ اوپر سے تو نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے پیدا کئے ہوئے شکوک و

شبہات کا جواب دیا جارہا ہو اور یکا یک یہ بات کہہ ڈالی جائے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبیوں کی مہر ہیں، آئندہ جو نبی بھی بنے گا آپ کی مہر لگ کر بنے گا۔ اس سیاق وسباق میں یہ بات نہ صرف یہ کہ بالکل بے تکی ہے بلکہ اس سے وہ استدلال الٹا کمزور ہوجاتا ہے جو اوپر سے معترضین کے جواب میں چلا آرہا ہے۔ اس صورت میں تو معترضین کے لئے یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ آپ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا، اس رسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ کے بعد آپ کی مہر لگ کر جو انبیاء کرام علیہم السلام آتے رہیں گے ان میں سے کوئی اسے مٹادے گا۔

ایک دوسری تاویل اس گروہ نے یہ بھی کی ہے کہ ’’خاتم النبیین‘‘ کے معنی افضل النبیین کے ہیں، یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، البتہ کمالاتِ نبوت حضور سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئے ہیں، لیکن یہ مفہوم لینے میں بھی وہی قباحت ہے جو اوپر ہم نے بیان کی ہے۔ سیاق و سباق سے یہ مفہوم بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا بلکہ الٹا اس کے خلاف پڑتا ہے۔ کفار و منافقین کہہ سکتے تھے کہ حضرت کمتر درجے کے ہی سہی، بہرحال آپ کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے، پھر کیا ضرور تھا کہ اس رسم کو بھی آپ ہی مٹا کر تشریف لے جاتے۔

پس جہاں تک سیاق وسباق کا تعلق ہے وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النبیین کے معنی سلسلۂ نبوت کو ختم کردینے والے ہی کے لئے جائیں اور یہ سمجھا جائے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، لیکن یہ صرف سیاق وسباق ہی کا تقاضا نہیں ہے، لغت بھی اس معنی کے متقاضی ہے۔ عربی لغت اور محاورے کی رو سے ’’ختم‘‘ کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کرکے فارغ ہوجانے کے ہیں۔

خَتَمَ الْعَمَلَ: کے معنی: ’’کام سے فارغ ہوگیا‘‘۔

خَتَمَ الْاَنَاءَ: کے معنی ہیں: ’’برتن کا منہ بند کردیا اور اس پر مہر لگادی تاکہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔‘‘

خَتَمَ الْکِتَابَ کے معنی ہیں: ’’خط بند کرکے اس پر مہر لگادی تاکہ خط محفوظ ہوجائے۔‘‘

خَتَمَ عَلَی الْقَلْبِ کے معنی: ’’دل پر مہر لگادی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے، نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔‘‘

خِتَامُ کُلِّ مَشْرُوْبٍ: کے معنی: ’’وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔‘‘

خَاتِمَۃُ کُلِّ شَیْءٍ عاقبۃ واخرتہ: کے معنی: ’’ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے، اس کی عاقبت اور آخرت۔‘‘

خَتَمَ الشَّیْءِ بلغ اخرہ: کے معنی: ’’کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے، اس کے آخر تک پہنچ جانا۔‘‘ اسی معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

خَاتَمُ الْقَوْمِ آخرھم: کے معنی: ’’خاتم القوم سے مراد ہے، قبیلے کا آخری آدمی۔‘‘ (ملاحظہ ہو لسان العرب، قاموس اور اقرب الموارد) وغیرہ۔‘‘

اسی بناء پر تمام اہل لغت اور اہلِ تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے لئے ہیں۔ عربی لغت ومحاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاک خانے کی مہر کے نہیں ہیں، جسے لگا لگا کر خطوط جاری کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

قرآن کے سیاق وسباق اور لغت کے لحاظ سے اس لفظ کا جو مفہوم ہے، اسی کی تائید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر چند صحیح ترین احادیث ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

’’قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء. کلما ھلک نبی خلفہ نبی، وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء۔‘‘

(بخاری، کتاب المناقب، باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

ترجمہ: ’’حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے، جب کوئی نبی مر جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔‘‘

’’قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنٰی بیتا فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا و ضعت ھذہ اللبنۃ، فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔‘‘

(بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین)

ترجمہ:’’حضور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہارِ حیرت کرتے تھے، مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہوچکی ہے، اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے جسے پُر کرنے کے لئے کوئی آئے)۔‘‘

اسی مضمون کی چار احادیث مسلم، کتاب الفضائل، باب خاتم النبیین میں ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں:’’فجئت فختمت الانبیاء ‘‘میں آیا اور میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم کردیا۔‘‘

یہی حدیث انہی الفاظ میں ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی اور کتاب الآداب، باب المثال میں ہے۔

مسند ابوداؤد طیالسی میں یہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث کے سلسلے میں آئی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:’’ختم بی الانبیاء ‘‘میں آیا اور میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم کیا گیا۔‘‘

مسند احمد میں تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ اس مضمون کی احادیث حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہیں۔

’’ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست، اعطیت جوامع الکلم، ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم، وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون۔‘‘

(مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ:’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’مجھے چھ باتوں میں انبیاء کرام علیہم پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جامع و مختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی، (۲) مجھے رعب کے ذریعہ سے نصرت بخشی گئی، (۳) میرے لئے اموالِ غنیمت حلال کئے گئے، (۴) میرے لئے زمین کو مسجد بھی بنادیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی (یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر ہرجگہ پڑھی جاسکتی ہے اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمم کرکے وضو کی حاجت بھی پوری کی جاسکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی)، (۵) مجھے تمام دنیا کے لئے رسول بنایا گیا اور (۶) اور میرے اوپر انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔‘‘

’’قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔‘‘

(ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ذہاب النبوۃ، مسند احمد، مرویات انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

ترجمہ:’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا، میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔‘‘

’’قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا محمد، وانا احمد وانا الماحی الذی یمحیٰ بی الکفر، وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی، وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی۔‘‘ (بخاری ومسلم، کتاب الفضائل، باب اسماء النبی، ترمذی، کتاب الآداب، باب اسماء النبی، مؤطا، کتاب اسماء النبی، المستدرک للحاکم، کتاب التاریخ، باب اسماء النبی)

ترجمہ:’’حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں (میرے ذریعہ سے کفر محو کیا جائے گا)، میں حاشر ہوں (میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے، یعنی میرے بعد اب بس قیامت ہی آنی ہے) اور میں عاقب ہوں (عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو)۔‘‘

’’قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ لم یبعث نبیاً الا حذر امتہ الدجال وانا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم وھو خارج فیکم لامحالۃ۔‘‘ (ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الدجال)

ترجمہ:’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو (مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا)۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے۔‘‘

’’عن عبدالرحمن بن جبیر قال سمعت عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص

یقول خرج علینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوماً کالمودع فقال انا محمد النبی الامی ثلاثاً ولا نبی بعدی۔"

(مسند احمد، مرویات عبداللہ بن عمرو بن العاص)

ترجمہ: "عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے اس انداز سے کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: "میں محمد نبی امّی ہوں۔" پھر فرمایا: "اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لانبوۃ بعدی الا المبشرات. قیل وما المبشرات یارسول اللّٰہ؟ قال الرؤیا الحسنۃ. اوقال الرؤیا الصالحۃ۔"

(مسند احمد، مرویات ابوالطفیل، نسائی، ابوداؤد)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے، صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔" عرض کیا گیا: "وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟" یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعہ سے مل جائے گا۔"

"قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔" (ترمذی، کتاب المناقب)

ترجمہ: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔"

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء. کلما ھلک نبی خلفہ نبی، وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء۔" (بخاری، کتاب المناقب، باب ماذکر عن نبی اسرائیل)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ ہارون (علیہ السلام) کی تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

(جاری ہے)

۱۸ سال سے کم عمر افراد پر قبولِ اسلام کی پابندی شریعت اور آئین کے خلاف ہے

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں نے کہا ہے کہ جبری مذہب تبدیلی بل مکمل طور پر غیر اسلامی، غیر آئینی، بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور شریعت متصادم ہے ۱۸ سال کی عمر سے پہلے اسلام لانے پر پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔ اسلام لانے پر پابندی کا بل قانون شریعت اسلامیہ اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ حکومت یہ بل پارلیمنٹ میں لانے سے پہلے اس کے لئے لابنگ کر رہی ہے، تبدیلی مذہب کے عنوان سے اٹھارہ سال سے کم عمر افراد پر قبولِ اسلام روکنے کے لئے قانون سازی کی مہم جاری ہے جو درحقیقت اسلام مخالف قوانین کو پاکستانی اکثریتی مسلم آبادی پر مسلط کرنے کی منظم منصوبہ بندی اور اسلام اور آئین پاکستان کے خلاف سازش کا حصہ ہے، کیونکہ اگر اس مجوزہ قانون کو موجودہ صورت میں لاگو کیا جاتا ہے تو کوئی ایک بھی اٹھارہ سال سے کم عمر فرد قانوناً اسلام قبول نہیں کر سکے گا۔ حکومت اس بل کو اسلامی نظریاتی کونسل میں بھجوائے۔ مجوزہ بل کے مطابق ۱۸ سال سے کم عمر افراد اسلام قبول نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی کرتا ہے تو یہ قانوناً جرم ہے کلمہ طیبہ کے نام پر بننے والے ملک میں خلاف اسلام قانون سازی نہیں ہونے دیں گے۔ ۱۸ سال سے کم عمر افراد پر قبول اسلام کی پابندی شریعت اور آئین کے خلاف ہے۔ موجودہ حکمران مخصوص ایجنڈے کے تحت ہم پر مسلط کئے گئے بیرونی دباؤ پر اپنے مذہب، آئین پاکستان، تہذیب وتمدن اور ثقافت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہونے دیں گے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، جنرل سیکرٹری لاہور مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، جے یو آئی کے مولانا حافظ محمد اشرف گجر، قاری عبدالعزیز، قاری ظہور الحق، مولانا خالد محمود ودیگر نے خطبات جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ خطبات جمعہ میں مطالبہ کیا گیا کہ گھریلو تشدد بل، جبری مذہب تبدیلی کا بل اور اس طرح کی دیگر قانون سازی کی جو تیاریاں ہو رہی ہیں، ان کو فوری طور پر روکا جائے اور اسلام، آئین وقانون کے خلاف تمام بلز واپس لئے جائیں۔

اربابِ اختیار کے نام

ایک کھلا خط

قادیانی لابی کی سرکاری تعلیمی اداروں میں مداخلت کا انسداد کیا جائے!

ساجد غنی اعوان، ایبٹ آباد

محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قومی ادارہ نصاب اسلام آباد برائے فزکس جماعت نہم ودہم (National Curraculim for Physics IX-X) میں تجویز کردہ ایک عنوان An introduction to significant figures کے تحت خیبر پختون خواہ ٹیکسٹ بک بورڈ نے فزکس جماعت نہم کی کتاب (برائے سال ۲۰۲۱ء۔۲۰۲۲ء) میں ایک متعصب، جنونی قادیانی اور ملک وملت کے غدار ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا تعارف ایک ’’قومی ہیرو‘‘ کے طور پر پیش کیا ہے۔ جس سے ملک بھر میں عموماً اور صوبہ خیبر پختون خواہ میں بالخصوص متعلقہ قومی اداروں کی ایسی مجرمانہ غفلت اور مسلمہ تاریخی حقائق سے لاعلمی پر غم وغصہ اور تشویش کی شدید لہر پیدا ہوئی ہے۔

اس عرضداشت کے پیش نظر اربابِ اختیار، عوامی نبض پر ہاتھ رکھ کر اور مذہبی حساسیت کا ادراک کرتے ہوئے ملکی امن وامان کے لئے درج ذیل چند معروضات کی روشنی میں اس قضیہ پر غور فرماویں کہ اس کا سدباب ملکی یکجہتی اور بقاء کے لئے ازحد ضروری ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی پروفائل:

☆...... ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ۲۹؍ جنوری ۱۹۲۶ء کو پنجاب کے ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام قادیانیوں کے اس وقت کے پیشوا مرزا بشیرالدین محمود کی ہدایت پر عبدالسلام رکھا گیا۔

☆...... گورنمنٹ کالج جھنگ سے FSc کرنے کے بعد ۱۹۴۲ء میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفراللہ خان قادیانی کی سفارش پر قومی خزانہ سے ۴۵ روپے ماہانہ کا وظیفہ جاری کیا گیا۔

☆...... ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ۱۹۶۶ء سے مرتے دم (نومبر ۱۹۹۶ء) تک قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد کی ہدایت پر قادیانی جماعت کے عہدیدار رہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، قادیانیوں کے ہاں ’’فرزند احمدیت‘‘ کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

☆......۲۱؍ نومبر ۱۹۹۶ء کو آکسفورڈ لندن میں لقمۂ اجل ہوئے۔ قادیانی ہیڈکوارٹر چناب نگر کے قادیانی قبرستان میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی قبر کی تختی پر آئین پاکستان سے انحراف کرتے ہوئے ان کے لئے لفظ ’’مسلم سائنسدان‘‘ لکھا گیا۔ ۲۰۱۴ء میں ’’مسلم سائنسدان‘‘ کے الفاظ ان کی قبر کی تختی سے ہٹادیئے گئے۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام کی حقیقت:

☆...... ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو فزکس کے شعبہ میں دو امریکن سائنسدانوں کے ہمراہ مشترکہ طور پر مسٹر نوبل کی وصیت کردہ ایک سودی رقم سے نوبل انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ یہودی، قادیانی مفادات اس امر میں تہہ در تہہ پوشیدہ تھے جس کی طرف اربابِ نظر اشارہ کر چکے تھے اور جس کے After Shocks مسلم اُمہ کے نظریاتی محاذ پر اب تک محسوس کئے جارہے ہیں۔ چنانچہ ملکِ عزیز کے نامور سائنسدان، محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے اس نوبل انعام سے متعلق اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا: ’’وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے آئن سٹائن کی صد سالہ یوم۔۔۔ (پیدائش) پر ان کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کررہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کردیا جائے سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔‘‘

(بحوالہ ہفت روزہ چٹان لاہور۔ ۶ فروری ۱۹۸۶ء، جلدنمبر

۲۷شمارہ۴)

☆...... جناب فیض احمد فیض کا انکشاف بھی قابل توجہ ہے:''نوبل پرائز بھی ایک بہت بڑا ریکٹ ہے۔ یہ صرف کارکردگی کی بنیاد پرنہیں بلکہ سیاسی مصلحتوں یا سفارشوں اور رشوتوں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے اور اس میں یہودی لابی کا بھی بہت دخل ہے۔'' (روزنامہ''نوائے وقت'' لاہور ۶/مارچ ۱۹۸۴ء)

☆...... امریکن سائنسدان ڈاکٹر اسٹیون وائنبرگ (جنہیں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے ساتھ مشترکہ طور پر یہ نوبل ایوارڈ دیا گیا) نے ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز ملنے پر شدید احتجاج کیا تھا اور اپنے ایک ریڈیو انٹرویو کہا تھا کہ:

''ڈاکٹر عبدالسلام نے کوئی اہم سائنسی پیش رفت نہیں کی کہ انہیں اس اہم انعام کا مستحق ٹھہرایا جائے بلکہ انہیں ایک خاص اور ان دیکھے منصوبے کے تحت ہمارے ساتھ نتھی کیا گیا ہے، جو تحت بددیانتی کے زمرے میں آتا ہے۔''

☆......۲۹/ دسمبر ۱۹۷۹ء ''گارجین'' (برطانوی روزنامہ) لکھتا ہے:''اس سال کے وسط میں جب بین الاقوامی شہرت یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کو اسٹاک ہوم میں نوبل انعام کی ایک تہائی رقم سے نوازا گیا، تو عبدالسلام نے سویڈش اخبار نویس البرٹ لیلٹ کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا:''میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد (قادیانی) کا غلام ہوں' پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی۔''

جو شخص پاکستان کو تیسرے اور آخری درجے میں رکھے اور پاکستان کے آئین کو روندتے ہوئے خود کو مسلمان کہے اور سب سے پہلے خود کو مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام کہے۔ ایسے شخص کو عوامی امنگوں اور مذہبی جذبات کے برعکس آنے والی نسل کے کورے کاغذ پر قومی ہیرو کے طور ثبت کیا جانا قادیانی لابی کا وہ اثر ہے جو ہمارے سرکاری اداروں میں زہر کی طرح سرایت کر رہا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی آئین پاکستان سے کھلم کھلا بغاوت:

☆...... ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان قومی اسمبلی نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ ۱۰/ستمبر ۱۹۷۴ء کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے وزیراعظم کے سائنسی مشیر کی حیثیت سے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے اپنا استعفیٰ پیش کیا اور احتجاجاً پاکستان چھوڑ کر لندن جا بسے۔ اس کی وجہ انہوں نے اپنے استعفیٰ میں اس طرح بیان کی:

''آپ جانتے ہیں کہ میں اسلام کے احمدیہ (قادیانی) فرقے کا ایک رکن ہوں۔ حال ہی میں قومی اسمبلی نے احمدیوں (قادیانیوں) کے متعلق جو آئینی ترمیم منظور کی ہے مجھے اس سے زبردست اختلاف ہے۔۔۔ میں قومی اسمبلی کے اس فیصلہ کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا لیکن اب جب کہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اس پر عمل درآمد کا آغاز بھی ہو چکا ہے تو میرے لئے بہتر یہی ہے کہ میں حکومت سے قطع تعلق کرلوں جس نے ایسا قانون منظور کیا ہے۔ اب میرا اس ملک سے تعلق واجبی سا ہو گا جہاں میرے فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہو۔'' (بحوالہ''غدار پاکستان'' از محمد متین خالد، ص:۱۶۰،۱۶۱)

☆......''مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا یہ ان دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیراعظم سیکرٹریٹ کو بھیج دیا۔

(I do not want to set foot on this accursed land until the Constitutional Amendment is withdrawn.)

ترجمہ:''میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔''

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا انہوں نے اشتعال میں آکر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فی الفور برطرف کر دیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھے۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔'' (بحوالہ ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور۔ شمارہ ۲۲/جون ۱۹۸۶ء)

☆...... نوبل انعام کی آڑ میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اس قدر جری اور بیباک ہو گئے تھے کہ آئین پاکستان کی سرعام دھجیاں اڑانے

لگے: ''۱۸ دسمبر ۱۹۷۹ء کو پاکستان قومی اسمبلی ہال میں ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام کی خوشی میں ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی۔ اس اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے کہا: '' میں پہلا مسلمان سائنس دان ہوں جسے یہ انعام ملا ہے۔'' (تحفہ قادیانیت از مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جلد ۱، ص ۶۱۳)

☆...... قادیانی آرگن روزنامہ الفضل ربوہ نے یہ ڈھول یوں پیٹا: ''عالم اسلام کے قابل فخر سپوت اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے فدائی نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا کہ ہماری جماعت اسلام کے احیاء کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ تاکہ اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دنیا میں دوبارہ قائم کریں۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ، ۱۳ نومبر ۱۹۷۹ء)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے سرکاری تقریبات اور سرکاری دستاویز میں آئین پاکستان کو روندتے ہوئے خود کو ایک مسلمان سائنس دان اور ایک قومی ہیرو کے طور پر پیش کیا۔ قادیانیت کے مردہ گھوڑے میں جان ڈالنے کے لئے اس نوبل انعام کو قادیانی لابی نے بطور ٹول (Tool) استعمال کیا اور یہی اس ایوارڈ کے پوشیدہ مقاصد (Hidden Objectives) تھے۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی پاکستان مخالف سرگرمیاں:

☆...... ۱۹۷۲ء میں جب پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھی گئی اس وقت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا بطور مشیر سائنسی امور اس میں کلیدی کردار تھا لیکن بعد میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اس سے یہ کہہ کر علیحدہ ہو گئے کہ جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ سے دنیا کے امن کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے حوالے سے یہ ایک کھلا راز ہے کہ وہ ہمیشہ سے پاکستان کے ایٹمی قوت بننے کے خلاف رہے۔

☆...... ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا ہمیشہ اسلام اور پاکستان دشمن شخصیات سے گہرا یارانہ رہا بلکہ رازدارانہ تعلقات رہے۔ امپریل کالج لندن سے پی ایچ ڈی یافتہ یہودی ڈاکٹر یوول نیمان، ڈاکٹر عبدالسلام کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔ جن کی دعوت پر ڈاکٹر عبدالسلام اکثر اسرائیل کے دورے پر جاتے رہے۔ معتبر ذرائع کے مطابق بھارت نے اپنے ایٹمی دھماکے اسی یہودی سائنس دان یوول نیمان ہی کے مشورے سے کئے تھے جو مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا دوست تھا۔

☆...... پاکستان کے ایٹمی راز امریکی سی آئی اے کے پاس پہنچانے میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ملوث تھے۔ زاہد ملک لکھتے ہیں: ''یہ واقعہ نیاز اے نائیک سیکرٹری وزارت خارجہ نے مجھے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا ذاتی دوست سمجھتے ہوئے سنایا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان نے انہیں یہ واقعہ ان الفاظ میں سنایا۔ اپنے ایک امریکی دورے کے دوران اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں، بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کر رہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسب معمول پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان نے اس حوالے سے اپنی پیش رفت فوراً بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لئے پاکستان کی امداد جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ایک سینئر یہودی افسر نے کہا: نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا تاثر غلط ہے کہ پاکستان ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کے ایٹمی پروگرام میں دلچسپی رکھتا ہے تو سی آئی اے کے ایک افسر نے جو اسی اجلاس میں موجود تھا کہا کہ آپ ہمارے دعوے کو نہیں جھٹلا سکتے ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں بلکہ آپ کے اسلامی بم کا ماڈل بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ کہہ کر سی آئی اے کے افسر نے قدرے غصے بلکہ ناقابل برداشت بدتمیزی کے انداز میں کہا کہ آیئے میرے ساتھ بازو والے کمرے میں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کا اسلامی بم کیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ اٹھا۔ دوسرے امریکی افسر بھی اٹھ بیٹھے۔ میں بھی اٹھ بیٹھا۔ ہم سب اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ سی آئی اے کا یہ افسر ہمیں دوسرے کمرے میں کیوں لے جا رہا ہے اور وہاں جا کر یہ کیا کرنے والا ہے؟ اتنے میں ہم سب ایک ملحقہ کمرے میں داخل ہوئے۔ سی آئی اے کا افسر تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا۔

ہم اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ کمرے کے آخر میں جا کر اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردے کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک سٹینڈ

پرفٹ بال نما کوئی گول سی چیز رکھی ہوئی تھی۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا: یہ ہے آپ کا اسلامی بم۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم اب بھی اسلامی بم کی موجودگی کا انکار کرتے ہو؟ میں نے کہا میں فنی اور تکنیکی امور سے نابلد ہوں۔ میں یہ بتانے یا پہچان کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ فٹ بال قسم کا گولہ کیا چیز ہے اور یہ کس چیز کا ماڈل ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں کہ یہ اسلامی بم ہے تو ہو گا۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا کہ آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہے۔ آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے یہ کہہ کر وہ کمرے کے باہر کی طرف نکل گیا اور ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میرا سر چکرا رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

جب ہم کوریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے، جس میں بقول سی آئی اے کے اس کے اسلامی بم کا ماڈل پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اچھا تو یہ بات ہے۔" (ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم، از زاہد ملک ص ۲۱-۲۲-۲۳)

مولوی فضل الحق کی پاکستان مخالفت پر قائداعظم کا طرز عمل اور ہماری حکومتیں:

☆...... قائداعظم محمد علی جناحؒ کے اے ڈی سی عطاء ربانی لکھتے ہیں: "مولوی فضل الحق (جنہیں شیر بنگال کہا جاتا تھا) نے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد یا تو آئین ساز اسمبلی کا اجلاس تھا یا مسلم لیگ کا۔ قائداعظم جب باہر نکلے تو فضل الحق تقریباً ۸۰-۹۰ گز کے فاصلے پر کھڑے تھے۔ فضل الحق صاحب نے جیسے ہی قائداعظم کو نکلتے دیکھا وہیں سے جھک جھک کر انہیں فرشی سلام کرنا شروع کر دیا لیکن قائداعظم نے انہیں درخور اعتناء نہ سمجھا اور ان کے سلام کا جواب دینا بھی گوارا نہ کیا۔" بانی پاکستان تو پاکستان کے لئے اتنے غیور واقع ہوئے کہ مولوی فضل الحق سے بے رخی اختیار کی اور ناراضی کا اظہار کیا لیکن آج قادیانی لابی کی شہ پر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی جن کے پاکستان مخالفت کے قصے زبان زد عام ہیں کو ہمارے سرکاری ادارے قومی ہیرو کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ یہ سرکاری اداروں کے کردار پر بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔

Curriculum Bureau / Education Ministry

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں درج ذیل اعتراضات کو کیسے Define کریں گے؟

☆......نصابی بک یا سکولنگ میں کسی بھی ایسے Controversial Issue کو شامل نصاب کرنا کیونکر ضروری ہوا؟

☆...... Curriculum Bureau KPK کی Review Committee نے تحقیقی حقائق سے صرف نظر کرتے ہوئے، کن قواعد وضوابط کے تحت اسے پرکھا اور اس کی منظوری دی؟

☆......ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے حوالہ سے خیبر پختون ٹیکسٹ بک بورڈ کی طبع شدہ فزکس جماعت نہم کی کتاب میں اور پھر اسی بنیاد پر جماعت نہم کے پرچہ 2021ء میں جو سوال شامل کیا گیا ہے اس کا فزکس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسا سوال مطالعہ پاکستان یا تاریخ سے متعلق ہوتا ہے۔ ایسے سوال کو فزکس کے پیپر میں شامل کرنا بھی کئی سوالوں کا جنم دیتا ہے۔

☆...... مسلم سائنسدان اور پاکستانی سائنسدان کے علیحدہ علیحدہ پیراگراف کی تقسیم، فقط ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو شامل کرنے کے لئے ہی کی گئی ہے۔ قادیانی لابی کی یہ سازش بھی وہ جادو ہے جو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔

ڈاکٹر اسٹیون وائنبرگ کے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے کہے گئے الفاظ یہاں بھی صادق آتے ہیں۔ "انہیں ایک خاص اور ان دیکھے منصوبے کے تحت ہمارے ساتھ نتھی کیا گیا ہے جو سخت بددیانتی کے زمرے میں آتا ہے۔"

محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور غدار پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو "ایک ہی پلڑے میں رکھنے" پر بھی قوم مضطرب اور بے چین ہے۔ اس کا ازالہ بھی ناگزیر ہے۔

☆...... پاکستان قومی اسمبلی کے ایک متفقہ فیصلہ (قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا) کو تن تنہا زیر وزبر کرنے کا مطالبہ کرنے والا مذکورہ فزسسٹ کیونکر ملکی وقار اور آئین پاکستان کا خیر خواہ ہو سکتا ہے؟

☆......ایک فزسسٹ کو قطعی طور پر یہ حق بھی حاصل نہیں کہ وہ امریکا اور یورپ کو پاکستان کی امداد پر قدغن لگانے اور آئین پاکستان کے خلاف غیر ممالک سے مشروط امداد (قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے قانون کو ختم کرنے) کی بات کرے۔ جو شخص ملکی سالمیت، مفادات اور

پالیسی کے خلاف آمادہ جنگ رہا ہے اسے ایک ہیرو کے طور پر پیش کیا جانا ایک مجرمانہ غفلت اور ملکی وقار کے منافی ہے۔

☆......ایک باغی اور غدار کو ایک ہیرو کے طور پر پیش کیا جانا بھی یقیناً ایک قومی جرم گردانا جائے گا۔غیور اسلامیان پاکستان کی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے اک گہری قلبی اور جذباتی وابستگی ہے۔سوسالہ تحریک کے بعد قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔آج ہمارے سرکاری تعلیمی ادارے غیر مرئی طور پر قادیانیوں کو یوں Promote کر کے آئین پاکستان سے انحراف کے مرتکب ہورہے ہیں۔مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کیا جارہا ہے۔ایسے عوامل آئین پاکستان اور مسلمہ شرعی اصولوں کو سبوتاژ کرنے کے مترادف سمجھے جائیں گے۔

پاکستانی قوم قادیانی سازشوں اور عزائم سے پوری طرح باخبر ہے اور اس کے سدباب کے لئے ہمہ تن بیدار بھی ہے۔ملکی سلامتی اور بقاء ہر محب وطن پاکستانی کا فرض اولین ہے جبکہ قادیانی تاریخ اس کے برعکس رہی ہے۔

☆...... ارباب اختیار سرکاری تعلیمی اداروں میں قادیانی لابی کے ایسے گماشتوں پر کڑی نظر رکھیں اور سرکاری تعلیمی اداروں کی ایسے شرپسند عناصر سے تطہیر فرماویں۔

☆......آنجناب سے التماس ہے کہ ملک عزیز کے اس نظریاتی محاذ سے اس بے چینی کو فوری طور پر ختم کرنے کے لئے اپنے فرائض منصبی سے پوری ایمانداری کے ساتھ سبکدوش ہوں۔

☆...... مذہب اور سائنس کو علیحدہ علیحدہ رکھنے کا مفروضہ اپنی جگہ قائم ہے۔ اگر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اس پر قائم رہتے تو یقیناً یہاں بھی ان سے احتراز برتا جاتا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور پاکستان کی فلاح وترقی کے لئے ہم سب کی مساعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرمائے۔(آمین)

خصوصی توجہ اور انسداد کے لئے اس یادداشت کی کاپیاں درج ذیل ارباب اختیار کو ارسال کی جارہی ہیں:

۱۔وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۲۔ وفاقی وزیر داخلہ، ۳۔وفاقی وزیر تعلیم، ۴۔وفاقی سیکرٹری تعلیم، ۵۔وزیر اعلیٰ صوبہ خیبر پختون خواہ ۶۔وزیر تعلیم صوبہ خیبر پختون خواہ، ۷۔سیکرٹری تعلیم صوبہ خیبر پختون خواہ، ۸۔ڈائریکٹر قومی ادارہ نصاب اسلام آباد، ۹۔ڈائریکٹر صوبائی ادارہ نصاب ایبٹ آباد، ۱۰۔چیئر مین خیبر پختون خواہ ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور۔☆☆

فتنہ قادیانیت کے بارے میں قائدین قوم کے مشاہدات وتاثرات

’’جب کشمیر سے واپسی پر قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ سے سوال کیا گیا کہ آپ کی قادیانیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ’’میری رائے وہی ہے جو علماء کرام اور پوری امت کی ہے۔‘‘یعنی آپ پوری امت کی طرح قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

’’ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بناء پر قتل کیا گیا، حالانکہ طبری لکھتا ہے کہ وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مصدق تھا اور اس کی اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق تھی۔‘‘

’’قادیانی یہ استدلال کرتے ہیں کہ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں ہم منکر اور دائرہ اسلام سے خارج کیسے ہوئے؟ مگر واقعہ یہ ہے کہ جب کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مان کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نئے نبی کی نبوت کو تسلیم کرلیا اور اس کا خاتم الانبیاء کا اقرار باطل ہوگیا گویا دائرہ اسلام سے نکلنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ضروری نہیں۔کسی نئے نبی کا اقرار بھی آدمی کو اسلام کے دائرے سے باہر نکال دیتا ہے۔شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کی قادیانیت سے متعلق رائے کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے،جس کی وہ تبلیغ کرتے رہے:

(۱) قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے،(۲) ظل، بروز، حلول، مسیح موعود کی اصطلاحات غیر اسلامی ہیں، (۳) قادیانی گروہ وحدت اسلامی کا دشمن ہے، (۴) قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں، (۵) مرزا قادیانی کے نزدیک ملت اسلامیہ سڑا ہوا دودھ ہے، (۶) شریعت میں ختم نبوت کے بعد مدعی نبوت کاذب اور واجب القتل ہے، (۷) قادیانی امت ختم نبوت کی منکر ہے، (۸) قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔‘‘(علامہ محمد اقبالؒ بحوالہ پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام خط)

(مرسلہ: مولانا محمد کلیم اللہ نعمان)

عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس لاہور

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی رابطہ کمیٹی نے تین ماہ قبل یہ فیصلہ کیا کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز، یادگار دن جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کی یاد میں ۷ر ستمبر ۲۰۲۱ء کو یادگار پاکستان کے گراؤنڈ اور مینار پاکستان کے زیر سایہ عظیم الشان کانفرنس منعقد کی جائے گی۔ چنانچہ مولانا قاری جمیل الرحمن اختر، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا خالد محمود شادی پورہ، پیر رضوان نفیس، مولانا محمد اشرف گجر، قاری عبدالعزیز، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا نصیر احمد احرار پر مشتمل مرکزی رابطہ کمیٹی مقرر کی گئی۔ جس نے لاہور، شیخوپورہ، اوکاڑہ قصور، سرگودھا، گوجرانوالہ، حافظ آباد کو ٹارگٹ بنایا اور دن رات دورے شروع کر دیے، مرکزی رابطہ کمیٹی نے مندرجہ بالا اضلاع کے قصبات، تحصیلوں، حتی کہ چکوک میں رابطہ کمیٹیاں قائم کیں۔ ہزاروں اشتہارات، پینا فلیکس، اسٹیکرز، دعوت نامے شائع کئے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنا کیمپ لاہور میں لگا دیا۔ راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۱۴ر اگست سے ۷ر ستمبر تک اپنے دیگر تبلیغی پروگرام منسوخ کر کے لاہور کانفرنس کے لئے محنت شروع کر دی۔ لاہور مجلس کے مبلغ مولانا عبدالنعیم نے رابطہ کمیٹی کے رابطہ سیکریٹری کی حیثیت سے لاہور شہر اور مضافات میں پروگرام ترتیب دیئے بلامبالغہ کانفرنس کی تیاری کے لئے سینکڑوں پروگرام کر ڈالے۔

کانفرنس کی اجازت کے لئے انتظامیہ روایتی لیت ولعل سے کام لیتی رہی۔ ضلعی انتظامیہ سے رابطہ کمیٹی کی دسیوں میٹنگیں ہوئیں۔ ۶ر ستمبر سے ۱۲ر ستمبر تک لاک ڈاؤن لگا دیا گیا۔ کانفرنس کو سیکورٹی دینے سے انکار کر دیا گیا۔ رابطہ کمیٹی نے کہا کہ ہم آپ سے سیکورٹی نہیں مانگتے ہمارے اپنے سینکڑوں سے متجاوز رضا کار سیکورٹی کے فرائض سرانجام دیں گے۔ لاک ڈاؤن کی وجہ سے بڑی ٹرانسپورٹ بند کر دی گئی۔ تاہم رابطہ کمیٹی نے کہا کہ ہم بہر صورت کانفرنس کریں گے۔ ساؤنڈ سسٹم، اسٹیج، ٹینٹ کا سامان فیصل آباد کی پارٹیوں سے منگوالیا گیا۔ ۶ر ستمبر کو رابطہ کمیٹی نے اپنا دفتر یادگار پاکستان کے گراؤنڈ میں قائم کر دیا، تا آنکہ ۷ر ستمبر کا دن آ گیا۔ پنڈال کو خوبصورت قناتوں سے سجادیا گیا اور دسیوں ڈیک، ساؤنڈ کے لئے لگا دیئے گئے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا نصیر احمد احرار، مولانا محبوب الحسن طاہر پر مشتمل اسٹیج سیکریٹری گروپ تشکیل دے دیا گیا۔ کانفرنس حسب اعلان عصر کی نماز کے بعد شروع کر دی گئی۔ راقم عصر سے مغرب تک کی نشست میں شرکت نہ کر سکا۔ البتہ مغرب سے رات گئے تک کی کانفرنس میں شریک ہوا۔ درمیان میں تقاضوں اور نماز عشاء کے لئے بھی آنا جانا ہوا۔ جن حضرات کے اسماء گرامی راقم نوٹ کر سکا وہ

ہر مسلمان کا حیات عیسیٰؑ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے: مولانا قاضی احسان احمد

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد دکھنی پاکستان چوک میں منعقدہ ایک پروگرام میں عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک مسلمان کے لئے توحید و رسالت پر ایمان لانے کے ساتھ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ وسلامت دوسرے آسمان میں موجود ہیں اور قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ احادیث مبارکہ میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کی جو تفصیلات آئی ہیں، ایک سچے مسلمان کے لئے ان واقعات کا ماننا ضروری ہے۔ پروگرام میں کثیر تعداد میں خواتین وحضرات نے شرکت کی۔

درج ذیل ہیں۔ تلاوت میرے پنڈال میں آنے سے پہلے ہوچکی تھی۔

حمد ونعت: مولانا شاہد عمران عارفی، رانا محمد عثمان قصوری، سیّد سلمان گیلانی اور مولانا محمد قاسم گجر۔

مقررین: قاری علیم الدین شاکر ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، مولانا خالد محمود ممبر رابطہ کمیٹی، جنرل حمید گل کے فرزند ارجمند جناب عبداللہ گل، مولانا فضل الرحیم اشرفی مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، خواجہ مدثر محمود تونسہ شریف، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کراچی، مولانا زاہدالراشدی جنرل سیکریٹری پاکستان شریعت کونسل، تاجر راہنما جناب محمد کلیم، مولانا عتیق الرحمٰن ہزاروی ابن مولانا پیر عزیزالرحمٰن ہزارویؒ، حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی جھنگ، جناب لیاقت بلوچ نائب امیر جماعت اسلامی، سیّد ضیاء اللہ شاہ بخاری امیر متحدہ جمیعت اہلحدیث، قاری جمیل الرحمٰن اختر ممبر رابطہ کمیٹی، انجینئر ابتسام الٰہی ظہیر مرکزی راہنما مرکزی جمیعت اہلحدیث، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، مولانا صاحبزادہ محمد امجد خان، مولانا صفی اللہ جمیعت علماء اسلام، مولانا محمد خبیب، مولانا خالد عابد، مولانا ظفراللہ سندھی، مولانا محمد ساجد، مولانا عبدالنعیم آخری خطاب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ہوا۔ کانفرنس کے شرکاء کا جوش وخروش قابل دید تھا۔ مقررین نے عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے تن من دھن کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکمران مغرب کی خوشنودی کے بجائے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کی فکر کریں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنے مغربی آقاؤں کے ذریعہ حکمرانوں پر دباؤ ڈلواتے ہیں کہ ان کے خلاف قوانین کو ختم کیا جائے اور ہمارے حکمران ان کے آگے بچھے جاتے ہیں۔

مقررین نے کہا کہ ہم ناموس رسالت اور اس کے قوانین کی چوکیداری کرتے رہیں گے اور ان پر کسی کو شب خون نہیں مارنے دیں گے۔

حکمران خواتین پر تشدد کے عنوان سے پاکستانی معاشرہ کو مادر پدر آزاد معاشرہ بنانے کے لئے کوشاں ہیں اور ہم ان کی کوششوں کے سامنے سدسکندری ثابت ہوں گے اور اگر قادیانیوں نے ملک وملت کے خلاف سازشیں جاری رکھیں تو ان کے خلاف ایسی تحریک چلائیں گے جو ان کے خاتمہ پر منتج ہوگی۔ کانفرنس نعروں کی گونج میں رات گئے تک جاری رہی۔ ☆☆

مولانا سیّد محبوب شاہ ہاشمی

مولانا سیّد محبوب شاہ ہاشمیؒ پنڈی گھیپ ضلع اٹک کے رہنے والے تھے۔ تعلیم کے حصول کے لئے لاہور آئے۔ جامعہ مدنیہ لاہور سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ جامعہ مدنیہ کے بانی فاضل دیوبند مولانا سیّد حامد میاں تھے۔ مولانا سیّد حامد میاںؒ، مولانا عبدالرشید کشمیریؒ، مولانا عبدالحمید سیتاپوریؒ جیسے اکابر کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد جامعۃ المنظورالاسلامیہ صدر، جامع مسجد دہلی روڈ صدر بازار لاہور میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۹۲ء میں جامعہ عثمانیہ کے نام سے نادر آباد لاہور میں مدرسہ کا آغاز کیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر خوبصورت مسجد تعمیر کرلی۔ راقم ۱۹۹۰ء میں لاہور مبلغ بن کر آیا، جب موصوف سے شناسائی ہوئی اور نادر آباد کینٹ نزد قدیمی ایئرپورٹ آپ کا مدرسہ ختم نبوت کی تحریک کا مرکز بن گیا۔ مولانا عبیداللہ انورؒ (دوم) حاجی محمد شفیق لطفی جنرل اسٹور، مولانا خواجہ عزیزالرحمٰن اور سیّد محبوب شاہ ہماری جماعت کا راس المال تھے۔ موخرالذکر کے علاوہ سب اللہ پاک کے دربار میں پیش ہوچکے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کی چوکیداری اور دیگر دینی مصروفیات وخدمات یقیناً ان کی بخشش کا ذریعہ ثابت ہوں گی۔ مولانا خواجہ عزیزالرحمٰن آر اے بازار کینٹ کے سرکاری اسکول میں ٹیچر رہے۔ بنیادی طور پر شجاع آباد کی خواجہ فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔ لاہور سے ملتان تبادلہ کرالیا اور پھر ریٹائرمنٹ لے لی۔ آج کل شجاع آباد میں تجرد کی زندگی گزار رہے ہیں، لاہور رہتے ہوئے ختم نبوت کے محاذ کے والا شیدا تھے۔ آج کل خاموشی سے وقت گزار رہے ہیں۔ مولانا سیّد محبوب شاہ ہاشمیؒ زندگی کی ۶۵ بہاریں پوری کرکے ۷؍فروری ۲۰۲۱ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری سیّد محمود شاہ ہاشمی، مسجد ومدرسہ کا نظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک عزیز محترم کو مسجد ومدرسہ کی خدمات کی توفیق نصیب فرمائیں۔ ۳؍ستمبر کو مغرب کے بعد حاضری ہوئی۔ مسجد میں بیان ہوا اور ان کے پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی گئی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

جامعہ قاسمیہ رحمٰن پورہ لاہور میں حاضری:

جامعہ قاسمیہ رحمٰن پورہ لاہور کی سنگ بنیاد شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ۱۹۶۰ء میں رکھی۔ مولانا شاہ محمدؒ اس کے مہتمم مقرر کیے گئے۔ آپ نے ۶۰ سال تک مدرسہ کا اہتمام چلائے رکھا۔ آپ کی شبانہ روز محنت سے مدرسہ قاسمیہ جو مکتب سے شروع کیا گیا۔ جامعہ کی شکل اختیار کر گیا۔ آپ فقیر منش اور مخلص عالم دین تھے۔ درجہ کتب کا آغاز ہوا جو درجہ عالیہ مشکوٰۃ شریف تک جا پہنچا۔

موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرستوں میں سے تھے۔ جب دفتر دہلی دروازہ سے جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن منتقل ہوا۔ جامع مسجد عائشہ کے قانونا متولی سیّد اسد حسین شاہؒ نے تولیت نامہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیا۔ مجلس نے ۱۹۹۰ء میں مسجد قادیانیوں کے لاہوری گروپ سے آزاد کرائی۔ جامع مسجد عائشہ اور اس سے ملحق قطعۂ اراضی کو دیکھ کر کئی لوگوں اور اداروں کے منہ میں پانی آ گیا اور حیلوں بہانوں سے قبضہ کرنے کی کوشش کی، جب بھی کسی نے قبضہ کرنے کی ٹھانی تو حضرت مولانا شاہ محمدؒ کی سرپرستی کام آئی۔ ایک مرتبہ ۱۲؍ربیع الاول کو اہل بدعات نے مسجد میں پروگرام رکھنے کی ٹھانی مجلس نے اشتہار چھپوایا کہ ۱۲؍ربیع الاول کو سیرت و میلاد خاتم الانبیاء کانفرنس ہوگی۔ اہل بدعات نے بھی اسی وقت کا اشتہار چھاپ دیا، جب دونوں اشتہار انتظامیہ تک پہنچے تو انتظامیہ حرکت میں آئی۔ اے سی، ڈی ایس پی ماڈل ٹاؤن تشریف لائے، فریقین کو میز پر بٹھایا اور پروگرام کے متعلق گفتگو کی۔ فریقین اپنے اپنے پروگرام کروانے پر بضد تھے۔ راقم نے تجویز پیش کی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانانِ پاکستان کا مشترکہ اور متفقہ ادارہ ہے۔ ہم پورے ملک میں بریلوی اور اہلحدیث مکاتب فکر کو ساتھ لے کر چلتے ہیں تو یہاں بھی مشترکہ پروگرام ہو جائے تو ہمیں اعتراض نہ ہوگا۔ چنانچہ دونوں طرف سے مہمانانِ گرامی آنا شروع ہو گئے۔ تلاوت ونعت کے بعد پروگرام کا آغاز ہوا تو ہماری دعوت پر حضرت مولانا شاہ محمدؒ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انور ساہیوال تشریف لے آئے، تو ان حضرات کی تشریف آوری پر سامعین میں سے اکثر حضرات نے کھڑے ہو کر نعروں کی گونج میں علماء حضرات کا استقبال کیا تو دوسرے فریق کے مہمان کوئی پیر صاحب تھے، وہ پریشان ہو گئے اور اٹھ کر چلے گئے تو دوسرے فریق نے اسے اپنی سبکی سمجھا اور انتظامیہ کو فون کر دیئے، نتیجہ یہ نکلا کہ راقم سمیت فریقین کے چیدہ چیدہ افراد گرفتار کر لئے گئے اور مسلم ٹاؤن تھانہ کی حوالات میں بند کر دیئے گئے۔ فریق ثانی یہ سمجھا کہ یہ سارا پروگرام مولانا ظفر اللہ شفیق مدظلہ جو خطیب تھے، ان کی وجہ سے ہوا، جب انتظامیہ نے فریقین کو میز پر بٹھایا، اگلا دن جمعہ کا تھا، اگر جمعہ نہ ہوتا تو یہ انتظامیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دونوں کے لئے پریشانی کا باعث تھا، چنانچہ دوسرے فریق کے کرتا دھرتا جناب اشفاق حسین بٹ نے کہا کہ ہم پروفیسر ظفر اللہ شفیق کو کسی صورت میں خطیب برداشت نہیں کریں گے، تو انتظامیہ نے کہا کہ متبادل صورت بتلائیں تو اشفاق حسین بٹ نے کہا کہ اگر پروفیسر صاحب کی جگہ مولانا شجاع آبادی جمعہ پڑھائیں تو ہمیں اعتراض نہ ہوگا تو دفع شر کے لئے فریق ثانی کی بات مان لی گئی اور ہم نے اپنے بہترین ساتھی اور خطیب کی قربانی دی۔ بعدازاں مولانا منور حسین صدیقیؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے خطیب مقرر ہوئے اور مولانا ظفر اللہ شفیق کو جامع مسجد عائشہ سے بڑی مسجد جامع مسجد خالد کیولری گراؤنڈ مل گئی، موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ خادم اور جالندھر سے مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے رفیق سفر مولانا عبداللہ مسعودؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ الغرض مولانا شاہ محمدؒ تاحیات مجلس اور خدام مجلس کی سرپرستی فرماتے رہے تا آنکہ ۲۹؍مئی ۲۰۲۱ء مطابق ۸؍شوال المکرم ۱۴۴۲ھ انتقال فرمایا۔ شمع اسٹاپ کے قریب شیر شاہ قبرستان لاہور میں مدفون ہوئے۔ راقم جنازہ میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ ۲۴؍اگست ۲۰۲۱ء کو جامعہ میں حاضری دی اور آپ کے رفقاء اساتذہ کرام سے تعزیت کا اظہار کیا۔

جامعہ عثمانیہ شورکوٹ میں خطبۂ جمعہ: جامعہ عثمانیہ شورکوٹ کے بانی مولانا بشیر احمد خاکیؒ تھے۔ آپ نے دارالعلوم کبیر والا سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔ فاضل دیوبند حضرت مولانا عبدالخالقؒ

بانی دارالعلوم المعروف حضرت صدر صاحب، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت مولانا ظہورالحقؒ جیسے اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور سند فراغت سے نوازے گئے، کچھ عرصہ اپنے اساتذہ کرام کی نگرانی میں دارالعلوم میں تدریس کا شرف بھی حاصل کیا۔

دارالعلوم میں تدریس کے زمانہ میں شورکوٹ میں جمعہ کے لئے تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ ۱۹۶۹ء میں جامعہ عثمانیہ کے نام سے تعلیم وتربیت کا ادارہ قائم کیا۔ تاریخ میں (شورکوٹ، کوٹ قلعہ کو کہتے ہیں) قلعہ برہمن گڑھ کے نام سے ایک قلعہ جھنگ صدر میں محلہ ویسنا نوالہ میں واقع ٹیلا ہے، جو کسی زمانہ میں قلعہ تھا۔ اس قلعہ کے جنوب مغرب میں قلعہ راشرکوٹ (شورکوٹ) واقع تھا، جواب بھی شورکوٹ شہر کے وسط میں مٹی کا پہاڑ نما ٹیلہ موجود ہے۔ یہ اسی راشرکوٹ کا تباہ شدہ ڈھانچہ ہے۔ طوائف الملوکی کے دور میں حکمران اپنی حفاظت کے لئے قلعے تعمیر کیا کرتے تھے، جہاں راشرکوٹ میں قلعہ تھا۔ حضرت مولانا بشیر احمد خاکیؒ نے علوم اسلامیہ کا قلعہ تعمیر کیا۔ جہاں اولیٰ سے دورۂ حدیث شریف تک بنین و بنات میں علوم اسلامیہ پڑھائے جاتے ہیں۔

جامعہ عثمانیہ میں وقتاً فوقتاً حاضری ہوتی رہتی ہے۔ حضرت مولانا بشیر احمد خاکیؒ کے فرزند ارجمند مولانا محمد زاہد انور جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی یونٹ کے امیر ہیں، ان کے حکم اور رانا اشفاق احمد کی مساعی جمیلہ سے ۳۰؍ جولائی کے جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔

ختم نبوت کونشن لودھراں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مقامی میرج ہال میں ۱۰؍ ستمبر ۲۰۲۱ء کو مغرب سے عشاء تک ختم نبوت کونشن منعقد ہوا، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا محمد مرتضیٰ نے کی۔ کونشن کا آغاز فرزندی مولانا محمد ابوبکر صدیقؒ کے بیٹے عبدالرافع، سیّد حفیظ احمد شاہ کاظمی، قاری فضل احمد کی تلاوت سے ہوا۔ کونشن سے بریلوی مکتب فکر کے مولانا خدا بخش، مولانا عبدالمصطفیٰ، مولانا غلام فرید سعیدی، مولانا نصیر احمد بابر، جمعیت علماء اسلام کے مولانا سیّد احمد سعید شاہ کاظمی، جماعت اسلامی کے ڈاکٹر طاہر احمد چوہدری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۷؍ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور ببانگ دہل اعلان کیا کہ ختم نبوت کے قوانین کی حفاظت کے لئے تن من کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور ۷؍ اکتوبر کو ملتان ہاکی اسٹیڈیم میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں قافلہ کی صورت میں شرکت کی جائے گی۔

ختم نبوت علماء کونشن ملتان: عالمی مجلس تحفظ

حکیم عبیداللہ شجاع آبادی کی وفات

ہمارے آبائی علاقہ بستی مٹھو میں گاذر قوم کے ایک عالم دین مولانا عبدالقادرؒ ہوئے ہیں جو ازہر ہند دارالعلوم دیوبند سے پڑھ کر آئے اور اپنے علاقہ میں دعوت وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ اللہ پاک نے انہیں تین بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ حکیم عبیداللہ، حاجی حفیظ اللہ اور جناب محمد ہاشم، موخر الذکر ہمارے پرائمری اسکول میں پانچ سال (ایک آدھ سال کے فرق کے ساتھ) پڑھاتے رہے۔ اول الذکر حکیم عبیداللہؒ ایک عرصہ تک بستی مٹھو چھوٹی نہر کے پل پر مطب چلاتے رہے۔ مطب کے ساتھ چھوٹی سی مسجد کو بھی آباد رکھا۔ تقریباً دس پندرہ سال پہلے انہوں نے بستی مٹھو کو چھوڑ کر اپنا مطب شجاع آباد شہر کے لاڑ روڈ پر بڑی نہر کے پل کے قریب بنالیا۔ ان کے بیٹے بھی پڑھ لکھ گئے۔ انہوں نے ”عبید میڈیسن کمپنی“ کے نام سے میڈیکل اسٹور بھی بنالیا۔ چونکہ ان کا مطب میرے شیخ قدوۃ السالکین، شیخ التفسیر حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے مزار کے قریب تھا، جب حضرت بہلویؒ کے مزار پر حاضری ہوتی تو حکیم صاحب سے ملاقات ہوجاتی۔ راقم جب لاہور میں تھا تو راقم کے ہاتھوں کشتہ جات کے اجزاء بھی منگواتے رہتے۔ یہ سلسلہ جاری رہا، تاآنکہ راقم چلنے پھرنے سے معذور سا ہوگیا۔ نیز جماعتی تبلیغی اسفار میں بھی اضافہ ہوگیا اور اپنی کم ہمتی کی وجہ سے مزار شیخ پر حاضری بھی نہ ہونے کے برابر ہوگئی۔ جون کے اواخر اور جولائی کے اوائل میں اسلام آباد، راولپنڈی کے سفر کے دوران ان کی رحلت کی خبر سنی، جس سے قلبی صدمہ ہوا کہ ہمارا شہر ایک ہمدرد طبیب سے محروم ہوگیا۔ برادرم مولانا محمد صدیق زید مجدہ، ناظم مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ، صدیق آباد بستی مٹھو شجاع آباد کی معیت میں حضرت الشیخ کے مزار پر حاضری کے بعد حکیم صاحب کی تعزیت کے لئے ان کے دروازہ پر دستک دی۔ بچہ آیا اسے بتلایا کہ آپ کے دادا ابو کی تعزیت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حکیم صاحب کے فرزند سے ملاقات سے محروم رہے۔ یوں ان کی تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی۔ تراسی کے پیٹے میں ہوں گے، اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کے خاندان کو آباد وشاداب رکھیں۔ آمین۔

ختم نبوت کے زیر اہتمام جنوبی پنجاب کے علماء کرام کا کنونشن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں ۱۲؍ستمبر ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔ جنوبی پنجاب کے تین ڈویژنوں سے لاک ڈاؤن کے باوجود ایک ہزار علماء کرام نے شرکت کی۔ کنونشن میں ۷؍اکتوبر ہاکی اسٹیڈیم قلعہ کہنہ قاسم باغ میں منعقد ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات پر غور وخوض کیا گیا۔ تین ڈویژن کے بارہ اضلاع کے علماء کرام نے کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے کا اعلان کیا۔ کنونشن کا آغاز جامع مسجد ختم نبوت کے امام قاری محمد فاروق تونسوی کی تلاوت سے ہوا، جبکہ نعت شریف مولوی محمد حمزہ نے پیش کی۔ کنونشن کی غرض و غایت محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بیان کی، جبکہ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مفتی محمد احمد انور، مان کوٹ، خانیوال، مولانا کریم بخش جامعہ عمر ابن خطاب ملتان، مولانا ظفر احمد قاسم جامعہ خالد ابن ولید وہاڑی، مولانا محمد نواز سیال جامعہ قادریہ حنیفیہ ملتان نے خطاب کیا۔ کنونشن کا اختتام شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کی دعا سے ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس جھنگ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۶؍ستمبر کو غلہ منڈی کے گراؤنڈ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم تھے۔ کانفرنس سے مجلس احرار اسلام کے امیر سیّد کفیل شاہ بخاری، محمد اسماعیل شجاع آبادی، جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد امجد خان اور چوہدری شہباز احمد گجر ایڈووکیٹ نے خطاب کیا، آخری بیان شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا تھا جو رات گئے تک جاری رہا اور آپ کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

عبدالحکیم میں ختم نبوت کنونشن: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد مدنی شیخان میں ۱۷؍ستمبر مغرب سے عشاء تک ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا جس کی صدارت مقامی امیر مولانا قاری احسان الحق نے کی۔ مفتی آفتاب عالم انتظامات کے سلسلہ میں امیر محترم کے دست وبازو رہے۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا عبدالستار گورمانی ضلعی مبلغ مولانا عطاء المنعم نعیم اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ عبدالحکیم میں ہمارے ایک معروف بزرگ مولانا سیّد خورشید احمد شاہؒ گزرے ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا، ہزاروں ووٹ لئے، تمام دینی تحریکوں کے پشتیبان تھے۔ تقریباً ایک سو سال کی عمر پائی اور ۱۹۷۴ء میں انتقال فرمایا۔ مدنی مسجد محلہ شیخاں میں بنات میں دورۂ حدیث شریف تک اور بنین حفظ وناظرہ کی کلاسیں کام کررہی ہیں۔ مولانا احسان الحق مدنی مسجد کے خطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عبدالحکیم کے امیر ہیں۔

خطبات جمعہ: ۱۷؍ستمبر جمعۃ المبارک کے خطبات مولانا عطاء المنعم نعیم نے جامع مسجد علی المرتضیٰؓ باگڑ سرگانہ، مولانا عبدالستار گورمانی نے جامع مسجد ختم نبوت پل باگڑ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے باگڑ سرگانہ کی مرکزی مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا اور سامعین کو ملتان کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ باگڑ سرگانہ قدیمی مرکز ہے۔ اکثر سرگانہ برادری خانقاہ سراجیہ کے بڑے حضرت بانی خانقاہ سراجیہ کے حضرت مولانا احمد خانؒ کے زمانہ سے متعلق چلے آرہے ہیں۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ بکثرت تشریف لاتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا عزیز احمد مدظلہ کا سسرالی خاندان ہے۔

آہ! محمد یٰسین فاروقی لاہور

جناب محمد یٰسین فاروقیؒ میواتی برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ جمیل ٹاؤن اسکیم موڑ میں ختم نبوت یونٹ کے ذمہ داروں میں سے تھے۔ ان کے برادر کبیر قاری محمد امین عاجزؒ نے مدینہ مسجد کے نام سے مسجد بنائی اور اس سے ملحق مدرسہ بھی قائم کیا۔ چند سال قبل ان کا انتقال ہوا۔ بڑے بھائی کی وفات کے بعد مسجد مدرسہ کا نظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اسکیم موڑ اورنج ٹرین کے ایک اسٹیشن کا نام ”ختم نبوت اسٹیشن“ رکھوانے میں کردار ادا کیا۔ ق لیگ کے دور میں بلدیاتی الیکشن میں حصہ لیا اور کونسلر منتخب ہوئے۔ کونسلر منتخب ہونے کے بعد اپنے دفتر کے دروازے ہر چھوٹے بڑے کے لئے کھلے رکھتے۔ سماجی وسیاسی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کو ساتھ ساتھ چلاتے۔ شیخ الحدیث مولانا محب النبی مدظلہ کی سرپرستی میں ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ ہر سال ۷؍ستمبر کو اپنی مسجد میں چھوٹا بڑا اجتماع منعقد کرتے، اسی نسبت سے ۷؍ستمبر ۲۰۲۱ء کو انتقال فرمایا۔ حضرت مولانا محب النبی مہتمم دارالعلوم مدینہ رسول پارک کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں جمیل ٹاؤن کے قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللہ پاک موصوف کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

قومی زبان.... عدالتِ عظمیٰ اور بیوروکریسی

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

سپریم کورٹ آف پاکستان نے ایک بار پھر ملک میں اردو کے سرکاری طور پر نفاذ کی صورتحال کا نوٹس لیا ہے اور جسٹس عمر عطا بندیال کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے اردو کو سرکاری زبان کے طور پر رائج کرنے سے متعلق توہین عدالت کی درخواست کی سماعت کی ہے جس میں اردو کو فوری طور پر رائج نہ کرنے پر وفاقی حکومت جبکہ پنجابی زبان کو صوبے میں رائج نہ کرنے پر پنجاب حکومت سے جواب طلب کر لیا ہے۔ اس موقع پر جسٹس بندیال نے ریمارکس دیئے ہیں کہ سپریم کورٹ نے ۲۰۱۵ء میں اردو کو سرکاری زبان کے طور پر رائج کرنے کا حکم دیا تھا جس کی تعمیل میں وفاقی حکومت ناکام رہی ہے، آئین کے آرٹیکل ۱۵۲ میں قومی زبان کے ساتھ ساتھ علاقائی زبان کا بھی ذکر ہے، پنجابی زبان کے نفاذ نہ کرنے پر ہم پنجاب حکومت کو بھی نوٹس دے رہے ہیں۔ مادری اور قومی زبان کے بغیر ہم اپنی شناخت کھو دیں گے۔ جسٹس بندیال نے کہا کہ میری رائے میں ہمیں اپنے بزرگوں کی طرح فارسی اور عربی زبانیں بھی سیکھنی چاہئیں۔

جسٹس بندیال کا ارشاد اس سلسلہ میں اب تک کی صورتحال واضح کرنے کے لئے کافی ہے اور یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ اپنی تہذیب اور زبان کے تحفظ کے فروغ کے لئے سرسید احمد خان سے لے کر ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم تک قومی راہنماؤں نے جو مسلسل تگ و دو کی تھی اور دستور پاکستان نے اس سلسلہ میں جو وعدہ کیا ہے بلکہ ضمانت دی ہے ہمارے مقتدر حلقے اس کو مکمل طور پر نظرانداز کر کے انگریزی زبان کا تسلط برقرار رکھنے اور مغربی تہذیب کو ملک میں رائج کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور ان سرگرمیوں میں دن بدن وسعت اور تیزی دکھائی دے رہی ہے۔

زبان اور تہذیب و عقیدہ کسی قوم کی شناخت ہوتا ہے جس سے محروم ہو کر قومیں آزادی اور خودمختاری بھی کھو بیٹھتی ہیں۔ ہمیں اس سلسلہ میں اپنے اردگرد چین، افغانستان اور ایران کو ہی دیکھ لینا چاہئے کہ وہ اپنی تہذیب اور زبان کے تحفظ و بقا اور فروغ کے لئے کس قدر سنجیدہ ہیں اور یہ بات ان کی عزت و وقار اور قومی اعتماد میں اضافہ کا باعث بھی ہے۔

اس سلسلہ میں سپریم کورٹ کے مذکورہ ریمارکس کا خیرمقدم کرتے ہوئے ہم قومی زبان تحریک پاکستان کے نائب صدر پروفیسر محمد سلیم ہاشمی کی مندرجہ ذیل تجاویز کی حمایت کرتے ہیں جو انہوں نے حال ہی میں وزیراعظم پاکستان کے نام اپنے خط میں پیش کی ہیں:

”قرآن پاک کا حکم ہے کہ اپنی قوم کو اس کی زبان میں تعلیم دی جائے (سورہ ابراہیم ۴)۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی اور بانی پاکستان کا فیصلہ تھا کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہو گی۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی شق ۲۵۱ میں یہ نکتہ شامل کیا گیا کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہے۔ ۸ ستمبر ۲۰۱۵ء کو پاکستان کی عدالتِ عظمیٰ نے پاکستان میں ہر شعبہ زندگی میں ہر سطح پر فی الفور اردو نافذ کرنے کا حکم جاری کیا۔

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ پاکستان میں فوری طور پر اردو کو نافذ کرنے کے احکامات صادر کیے جائیں۔ اس ضمن میں (۱) تمام سرکاری، دفتری اور انتظامی امور کے لئے فوری طور پر نفاذِ اردو کا اعلان کیا جائے۔ (۲) اگلے تعلیمی سال سے اردو کو تعلیمی شعبہ میں ہر سطح پر نافذ کیا جائے۔ (۳) موجودہ سال کو نفاذِ اردو کا سال قرار دیا جائے۔“

ہم عدالتِ عظمیٰ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے واضح فیصلہ پر عملدرآمد کے لئے مضبوط موقف اور اقدام کا راستہ اختیار کرے گی، جبکہ حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قومی خودمختاری، شناخت اور دستور کے تقاضوں کا لحاظ کرتے ہوئے موثر عملی اقدامات کرے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۳ ستمبر ۲۰۲۱ء)

فرما گئے یہ ہادیؐ
تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد
لانبی بعدی
بمقام
مُسلم کالونی چناب نگر
بتاریخ
28
29
اکتوبر
2021
بروز
جمعرات
جمعۃ المبارک
40 ویں
2 روزہ سالانہ
عظیم الشان
ختم نبوۃ کانفرنس
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
پیر طریقت رہبر شریعت
حافظ
حضرت مولانا
محمد ناصر الدین خان خاکوانی
امیر مرکزیہ
صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء
حضرت مولانا
ولی ابن ولی
خواجہ عزیز احمد صاحب
استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری
حضرت مولانا
سید محمد سلیمان یوسف بنوری
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
عقیدہ ختم نبوت
سیرت خاتم الانبیاء
اور ظہور امام مہدی
حیات سیدنا عیسیٰ
عظمت صحابہ و اہلبیت
اتحاد امت محمدیہ
پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ۔ قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
چناب نگر ضلع چنیوٹ
0300-7314337
0300-4304277
0301-7972785